130

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ

حضرت مولوی عبدالسلام صاحب کاٹھ گڑھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(مولوی عبدالسلام صاحب کے بیٹے کے قلم سے)

نمبر اول

آپکی جائے پیدائش اور بچپن!

ہمارے دادا صاحب چودھری محمد حسین خان صاحب پشاور میں ملازم تھے۔ جناب والد صاحب مرحوم بھی وہاں ہی پیدا ہوئے۔ اور بچپن کا زمانہ بھی وہیں گذارا۔ اس لئے آپ کی مادری زبان پشتو ہی کہی جا سکتی ہے۔ جناب دادا صاحب بیان کیا کرتے تھے۔ آپ بچپن میں بچوں وغیرہ میں کم کھیلا کرتے تھے۔ آپ وہاں کچھ عرصہ تعلیم بھی پاتے رہے۔ آپ کو نماز کا بچپن سے ہی شوق تھا۔ اسوقت ہمارے دادا صاحب اہلحدیث تھے۔ جس وقت آپ لاہور میں تعلیم پا رہے تھے غالباً ۱۹۰۳ء تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لاہور تشریف لے گئے اور آپ بھی حضرت صاحب کو دیکھنے کے لئے گئے۔ سلسلے کی کتابوں وغیرہ کا مطالعہ پہلے بھی کرتے رہتے تھے۔ آپ نے حضور سے ملاقات کی اور کچھ دنوں کے بعد قادیان پہنچ کر بیعت کر لی۔

چونکہ ہمارے دادا صاحب ابھی غیر احمدی تھے۔ اور ریٹائر ہو کر گھر کاٹھ گڑھ آ گئے تھے۔ آپ نے جو وقت سنا کہ جناب والد صاحب نے بیعت کر لی ہے تو آپ سخت ناراض ہوئے۔ اور خرچ بند کرنے کی دھمکیاں دیں۔ اور کچھ عرصہ کے بعد خرچ بند کر دیا۔ جناب والد صاحب اس سال انٹرنس میں شامل ہونے والے تھے۔ آپ تعلیم کو بند کر کے قادیان آ گئے اور کتب مسیح موعود اور احادیث وغیرہ کا مطالعہ شروع کر دیا۔ اور جب کاٹھ گڑھ جایا کرتے تو لوگوں کو تبلیغ حق پہنچاتے۔ چنانچہ آپ کی تبلیغ سے سید محمد علی شاہ جو وہاں ہماری مسجد کے امام تھے (اب بیت المال میں محصل ہیں) سلسلہ میں داخل ہو گئے۔ اور پھر آہستہ آہستہ دو چار سال میں ہمارا تمام خاندان احمدی ہو گیا۔ اور ہمارے دادا صاحب نے بھی بیعت کر لی۔

ان دنوں کاٹھ گڑھ سے نواں شہر تک سترہ میل پیدل چلنا پڑتا تھا۔ کوئی سواری نہ تھی۔ اور نواں شہر سے پھگواڑہ تک اٹھائیس میل تانگہ میں سفر کرنا پڑتا تھا۔ آپ کاٹھ گڑھ سے قادیان تک (جو پیدل کا راستہ قریباً ایک سو میل ہے) اکثر پیدل ہی سفر کیا کرتے تھے۔ آپ کے ساتھ گاؤں کے اور بھی دوست ہوتے تھے۔ اور بعض وقت اکیلے ہی ہوتے تھے۔ آپ قادیان میں کافی عرصہ ٹھہرے اور عربی اور احادیث پڑھتے رہے۔ بعد میں آپنے بورڈنگ تعلیم الاسلام ہائی سکول میں بطور کلرک کے کام کیا۔ اور مختلف صیغوں میں کام کرتے رہے۔ لیکن اس عرصہ میں جب بھی کاٹھ گڑھ جاتے تو جماعت کی تربیت میں مشغول رہتے۔ آپ سٹور میں بھی کام کرتے رہے۔ دفتر ترقی اسلام میں جو کہ اب تعلیم و تربیت کا دفتر ہے۔ آپ احمدیہ سکولوں کے انسپکٹر تھے۔ اس عرصہ میں آپنے نئی سکولوں کے کھولنے کی خاص کوشش کی۔ مثلاً نیر د پیچھی کا سکول آپ کی کوشش سے کھلا۔ پرائمری سکول ننگہ ضلع جالندھر۔ پرائمری سکول کریام۔ کریم پور۔ اور پرائمری سکول زنانہ و مردانہ کاٹھ گڑھ اور بھی علاقے میں بہت سے سکول کھولے جن کا مجھے پختہ علم نہیں ہے۔ آپ کو تعلیم کا بہت شوق تھا۔ آپ کا دلی منشاء تھا کہ جماعت کے تمام افراد تعلیم حاصل کر لیں۔ اور ہر وقت کوشاں رہتے تھے۔ قادیان سے ملازمت چھوڑ کر نواں شہر ضلع جالندھر، ایجوکیشنل ٹیچر کے کام کرتے رہے۔ آپنے وہاں پر تین سال کام کیا۔ وہاں کا سنسکرت ہندی کا جو ٹیچر تھا آپ اسکو عربی پڑھایا کرتے اور اس سے ہندی پڑھتے رہتے۔ اور گورمکھی کے ٹیچر سے گورمکھی پڑھتے رہے۔ آپنے اس عرصہ میں گورمکھی اور ہندی اچھی طرح سیکھ لی۔ اور کچھ سنسکرت بھی پڑھ لی۔ جب کبھی چھٹی ہوتی تو آپ اردگرد کی جماعتوں مثلاً کریام۔ کریم پور۔ راہوں۔ سنبام۔ لنگڑوعہ۔ جنگہ۔ سڑوعہ ماہل پور۔ گڑھ شنکر۔ سرشتہ پور۔ پھگواڑہ۔ ابرانہ۔ تمام جماعتوں میں دورہ کرتے۔ اور جماعت کی تربیت کرتے۔ اور سال میں اپنے ضلع کی ہر ایک جماعت میں دو تین دفعہ ضرور ہو آتے۔

نکاح بیوگان

آپ نکاح بیوگان کے لئے بہت کوشش کرتے تھے۔ اور قادیان سے مبلغ منگوا کر جلسے کراتے۔ بیوگان کے وارثوں کو خطوط لکھتے رہتے۔ اور ان کو سمجھاتے رہے۔ آپ کی تحریک سے کئی بیوگان کے نکاح بھی ہوئے۔

چھٹ مکان

ہمارے راجپوتوں میں یہ رواج ہے کہ جس گاؤں سے لڑکیاں لیتے ہیں۔ ان کو اپنی لڑکیاں نہیں دیتے۔ جس گاؤں سے لڑکیاں لیں اس کو مکان کہتے ہیں اور جس کو لڑکیاں دیں اس کو چھت کہتے ہیں۔ آپ ہر وقت کوشاں رہتے تھے کہ اس رواج کو توڑ دیا جاوے۔ برادری کے تمام بھائی یکساں ہیں۔ ایک دوسرے کو نفرت کی نگاہ سے نہیں دیکھنا چاہیئے۔ ہمارے علاقہ میں سڑوعہ۔ گڑھ شنکر۔ راہوں کے راجپوت اپنی لڑکیوں کا رشتہ کاٹھ گڑھ نہیں دیتے اور کاٹھ گڑھ سے لے لیتے ہیں۔ احمدیوں میں بھی یہ بات پائی جاتی ہے۔ آپنے اشتہاروں کے ذریعہ سے بھی اعلان کیا کہ ہمیں اپنے بھائیوں کو نفرت کی نگاہ سے نہیں دیکھنا چاہیئے۔ اگر سڑوعہ۔ گڑھ شنکر۔ راہوں والے ہمیں لڑکیاں نہیں دیتے تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی لڑکیوں کا رشتہ ان کو بھی نہ دیں۔ ہم ان کو لڑکیوں کا رشتہ دیں جو ہمیں بھی دیں۔ آپ مساوات قائم کرنا چاہتے تھے جس میں آپ ایک حد تک کامیاب ہو گئے لیکن عام رواج نہیں ہوا۔ جو کاٹھ گڑھ کے دوست آپکی منشاء کے خلاف سڑوعہ وغیرہ میں رشتہ کر دیتا تو آپ اس کی شادی میں شامل نہ ہوتے حتیٰ کہ آپنے اپنے نزدیکی رشتہ داروں کی لڑکیوں کی شادیوں میں شامل نہیں ہوئے لیکن اب لوگ کچھ کم خیال کرتے ہیں۔

جلسوں کا شوق

ہر قسم کے جلسہ میں شمولیت اختیار کرتے۔ خواہ کسی مذہب کا ہو۔ آپ کی کوشش یہ رہتی تھی کہ قادیان سے اچھے اچھے مبلغ کاٹھ گڑھ لے جائیں اور وہاں جلسے کرائیں۔ چنانچہ حافظ روشن علی صاحبؓ میر قاسم علی صاحب۔ شیخ محمد یوسف ایڈیٹر نور۔ مولوی عبدالرحیم صاحب نیر کو ان دنوں میں جبکہ پھگواڑہ تک ریل نہ ہوتی تھی اور وہاں سے دو میل کاٹھ گڑھ تک، تانگوں اور بیل گاڑیوں میں سفر کرنا پڑتا تھا۔ وہاں لیجا کر جلسہ کرایا۔ آپنے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے بھی درخواست کی کہ ہمارے گاؤں میں تشریف لے چلیں ابھی آپ تخت خلافت پر نہ بیٹھے تھے۔ چنانچہ حضور معہ میر محمد اسحاق صاحب، مالیر کوٹلہ سے ہوتے ہوئے جنوری ۱۹۱۳ء کو کاٹھ گڑھ تشریف لے گئے۔ اسوقت ہمارے دادا صاحب نے ایک نیا پختہ دو منزلہ مکان تعمیر کیا تھا۔ جناب والد صاحب کا منشاء تھا کہ خاندان نبوت میں سے اس کا افتتاح ہو۔ چنانچہ حضرت صاحب نے اس مکان کا افتتاح کیا۔ اسی روز جناب والد صاحب نے اس مکان پر تاریخ لکھی جو اب تک قائم ہے۔ آپ کو مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ ہر وقت ہاتھ میں کوئی نہ کوئی کتاب رکھتے۔ اور سلسلہ کی بہت کتابیں آپنے خرید لیں۔ اور چونکہ آپنے گورمکھی۔ ہندی اور سنسکرت کی تعلیم بھی پرائیوٹ طور پر حاصل کی تھی۔ آپنے سکھوں کی کتابیں گرو گرنتھ صاحب۔ جنم ساکھی بابا نانک، جنم ساکھی حبیب جی صاحب اور بہت سے سکھوں کی کتابیں خرید لیں۔ اور ان کو قیمتی کپڑوں میں سکھوں کی طرح لپیٹ کر رکھا اور ایک چوکی بھی بنائی۔ اور اسی طرح چولہ بابا نانک کو بھی کپڑوں میں لپیٹ کر رکھا۔ اور جب کبھی آپ سکھ مذہب کے متعلق کسی جلسہ میں لیکچر دیتے تو چوکی ساتھ لے جاتے۔ اور سکھوں کی طرح گرنتھ وغیرہ کو عزت کے ساتھ رکھتے اور ایک لمبا سا چغہ پہن لیتے جس کا رنگ فقیرانہ بھگوا ہوتا۔ اور پاؤں میں کھڑاویں پہن لیتے۔ اور جلسہ گاہ میں جنم ساکھی اور گورو گرنتھ صاحب پر چوری جھولتے رہتے۔ آپنے اپنی تمام عمر میں کبھی داڑھی کی کانٹ چھانٹ نہیں کرائی۔ اس لئے شکل سے بھی اور لباس سے بھی آپ سکھ معلوم ہوتے تھے۔ اسی طرح ہندو مذہب کی تمام کتابیں چاروں وید [illegible] وغیرہ خرید لیں۔ عیسائیوں کی انجیلیں۔ انگریزی کی بائیبل۔ چونکہ آپنے میٹرک تک تعلیم پائی تھی۔ اسلئے انگریزی میں بھی کافی مہارت تھی۔ آپ انگریزی میں گفتگو بھی کر لیتے تھے۔

عیسائیوں کے ساتھ بھی مباحثہ کرتے رہتے تھے۔ گاؤں میں پٹھان کپڑا اور ہینگ بیچتے پھرتے ہیں۔ آپ ان کو پشتو میں تبلیغ کیا کرتے۔ آپ کی پشتو مادری زبان ہونیکی وجہ سے کافی مہارت بھی تھی۔ قادیان میں بھی پٹھانوں کے ساتھ پشتو میں اچھی طرح گفتگو کیا کرتے تھے۔ جب کبھی قادیان کی طرف سے کوئی حکم پہنچتا آپ فوراً قادیان پہنچ جاتے اور جس کام کے لئے آپ کو بلایا جاتا۔ آپ اس کو سرانجام دیتے آپنے ۱۹۱۶ء اور ۱۹۱۹ء میں سنسکرت کی تعلیم قادیان میں حاصل کی۔ یہاں تعلیم الاسلام ہائی سکول میں ایک پنڈت سنسکرت پڑھایا کرتا تھا۔ آپ بھی اس سے سنسکرت پڑھتے اور سارا دن سنسکرت کا سبق یاد کرتے۔ صبح ہی کھارے کی طرف سبق یاد کرنے کے لئے چلے جایا کرتے تھے اور شام کو واپس آیا کرتے تھے۔ آپ کو مرکز کی طرف سے کچھ وظیفہ بھی ملتا تھا۔ آپ اُردو فارسی عربی پشتو۔ گورمکھی۔ ہندی۔ سنسکرت اور انگریزی میں اچھی طرح گفتگو کرسکتے تھے۔ لکھ پڑھ بھی سکتے تھے۔ ۱۹۲۱ء میں آپ اس سنسکرت کی تعلیم سے فارغ ہوکر کانگڑہ چلے گئے۔ اور ۱۹۲۱ء تک باقی عرصہ وہیں گزارا۔ اب آپنے سکولوں کو ترقی دینی شروع کی۔ پہلے مڈل سکول لوئر مڈل کے درجے تک تھا۔ آپنے اپر مڈل بھی کھول دیا

سکول کی عمارت

چونکہ مکان کرائے کا تھا اور ضرورت کے مطابق نہیں تھا۔ اسلئے آپنے بلڈنگ بنانی شروع کی۔ پہلے دو کمرے کچی اینٹوں کے اپنی جگہ میں اور ایک برامدہ بنایا۔ چونکہ ہمارے گاؤں کے نزدیک ایک چوہے (ندی) جس میں برسات کے دنوں میں جب بارش ہوتی ہے۔ پانی بہت آجاتا ہے۔ اور پہاڑ بھی دو میل کے فاصلہ پر نزدیک ہی ہے اور دریائے ستلج بھی دو میل کے فاصلہ پر ہے۔ پہاڑ کوہ شوالک شرقاً اور دریائے ستلج غرباً واقع ہے۔ جہاں ہمارے سکول کی عمارت بالکل ندی کے نزدیک ہے برسات کے دنوں میں ندی میں زیادہ پانی آنے کی وجہ سے عمارت میں پانی آگیا اور عمارت گرگئی۔ آپ نے استقلال سے کام لیا۔ اور دوبارہ سکول کی عمارت پختگی کے ساتھ بنانی شروع کردی۔ پہلے بنیادوں کو مضبوط کیا۔ سطح زمین سے پانچ فٹ مکان کی کرسی کو اونچا رکھا۔ اور پھر ڈلوایا پہلے دو کمرے تعمیر کرائے۔ لیکن یہ سارا خرچ اپنی گرہ سے کیا۔ کسی سے عمارت کے لئے چندہ وصول نہ کیا۔ آپ بے سروسامانی کی حالت میں کام شروع کردیا کرتے تھے۔ آپ کے پاس بالکل ایک پیسہ نہیں ہوتا تھا۔ لیکن عمارت کا کام شروع کردیتے تھے۔ لوگ حیران ہوتے تھے کہ آپ بغیر روپے کے کس طرح کام چلا لیتے ہیں۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ انسان میں ہمت اور استقلال چاہیئے۔ خدا خود کام بنا دیتا ہے۔ آپ نے پہلے دو کمرے تعمیر کرائے۔ اور دو کمروں کی بنیادیں ڈالدیں چونکہ ابھی راج۔ مزدور۔ ترکھان اور اینٹوں کے پیسے آپ کے ذمہ تھے۔ آپ نے ایک سال میں تھوڑے تھوڑے کرکے ادا کر دیئے۔ اور پھر دو کمروں کا کام پھر شروع کردیا ان کمروں کی کرسی سطح زمین سے پانچ فٹ اونچی رکھی ان دو کمروں پر بھی کسی سے چندہ لے کر خرچ نہیں کیا۔

بعض دفعہ روپیہ کی قلت کی وجہ سے ادھورا کام رہ جاتا دیواریں اور چھت تک پہنچ کر کئی کئی مہینے پڑی رہتیں۔ جب یہ مکان مکمل ہوگئے۔ آپ کے ذمہ کافی خرچ ہوگیا۔ معمار مزدور ترکھان اور اینٹوں والے آپ کو رات دن تنگ کرتے۔ کہ ہماری مزدوری دو۔ لیکن آپ معذرت کیا کرتے۔ بعض دفعہ تھوڑی تھوڑی مزدوری ان کو دے دیتے۔ اور باقی پھر دینے کا وعدہ فرمایا کرتے۔ چونکہ آپ اکیلے ہی اس کام کو کرتے تھے۔ اسلئے آپ کو بڑی دقت پیش آتی تھی کبھی آپ لکڑی خریدنے جاتے۔ اور کبھی راج مزدوروں سے کام کراتے علاوہ اسکے آپ مڈل سکول میں پڑھاتے تھے۔ اور صبح دوائی خانہ لوگوں کو دوائی بھی دیا کرتے۔ اور اردگرد گاؤں میں فراہمی طلبا کی کوشش بھی کیا کرتے تھے۔ اور علاقے کے افسروں کو بھی ملا کرتے تھے۔

جب چار کمرے سکول کے تعمیر ہوگئے تو ان کے سامنے ایک برامدہ بھی بنادیا۔ مڈل کی چار جماعتوں کے لئے کافی ہوگئے۔ پرائمری سکول کی عمارت ہمارے دادا صاحب نے بنائی تھی۔ عمارت پہلے سے ہی بنی ہوئی تھی اس میں سکول کھول دیا گیا تھا۔ ابھی پرائمری کا حصہ وہاں ہی رہا اور مڈل کا حصہ اس عمارت میں آگیا۔ زنانہ سکول کی عمارت بھی پہلے سے بنی ہوئی تھی۔ ہمارے دادا صاحب نے ہی بنائی تھی۔

اب آپ کو بڑی دقت پیش آئی۔ روپیہ پاس نہیں تھا۔ بہت مقروض ہوگئے آپنے سکول کے دو کمرے رہن باقبضہ کر دیئے اور ان سے ہی دو روپیہ ماہوار کرایہ پر لے لئے اور آہستہ آہستہ بعد میں روپے ادا کر دیئے اور کمرے فک کرالیئے۔

کچھ عرصہ کے بعد آپنے چار کمروں کی بنیادیں اور ڈالدیں۔ ایک دفتر سکول۔ دوائی خانہ۔ کچن دو کمرے سٹور کے۔ دو سال کے عرصہ میں یہ کام بھی پایہ تکمیل کو پہنچ گیا۔ چونکہ دور دور کے گاؤں کے لڑکے وہاں ٹھہر جاتے تھے۔ اُن کو بڑی تکلیف ہوتی تھی۔ اسلئے بورڈنگ کی ضرورت محسوس ہوئی آپ نے ایک ہال کمرہ بنا دیا۔ جس میں بورڈر آسانی سے رہ سکیں۔

عمارتِ پرائمری سکول

پرائمری سکول چونکہ دوسری جگہ تھا آپ نے سوچا کہ سکول کے دو جگہ ہونے سے نگرانی اچھی طرح نہیں ہوسکتی۔ اسلئے پرائمری سکول بھی مڈل سکول کے ساتھ ہی چاہیئے۔ پرائمری سکول کے دو کمروں کی بنیادیں ڈالدیں۔ جو کمرہ آپ بنانا چاہتے۔ اس کی بنیاد ایک سال پہلے ہی رکھ دیتے اور ساتھ ہی ایک کمرہ مینول ٹرینگ کے لئے بھی بنایا۔ جس میں لڑکوں کو ترکھان اور برتن مٹی کے بنانے کا کام سکھایا جاتا۔ آپ کو قرضخواہ بہت تنگ کرتے۔ بعض دفعہ آپ بہت مقروض ہو جاتے۔ صرف اکیلے ہی تمام کام کرتے کوئی مددگار نہیں تھا۔ اور کوئی خدا کے سوا مشورہ دینے والا نہیں تھا۔ مکان کا نقشہ بھی خود ہی تجویز فرماتے۔ ایک دفعہ آپ کو خیال آیا کہ ہمارے سکول کی انسپکٹرس ملاحظہ ریسٹ ہوس (؟) میں ٹھیرتی ہے۔ ہمارے پاس اُس کے لئے ہر قسم کی رہائش کا سامان نہیں ہے۔ اگر اس کی ضرورت کے مطابق ہمارے پاس مکان اور ہر ایک چیز ہو۔ تو یہاں ٹھیرا کریں۔ تو ہمارے سکولوں کو بہت فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ آپ نے تین کمرے تعمیر کرادیئے۔ ایک اُس کے لئے۔ ایک غسل کا کمرہ۔ ایک رفع حاجت کے لئے۔ اور ایک پانی کے لئے باقی رہائش کے لئے سکول کے کمرے کافی تھے۔ لیکن ان کمروں کو انگریزی طریقوں کے مطابق ابھی آرائش نہیں کیا تھا کہ آپکے پاؤں میں کاسا لنگر جس سے آپ فوت ہوگئے۔ آپ نے سکول کی بلڈنگ کا کام ۱۹۲۲ء میں شروع کیا اور آپ کی وفات کے ساتھ ۱۹۳۱ء کو ختم کیا۔ آپنے تقریباً دس سال میں سکول کی بلڈنگ تیار کی۔ آپکو بہت بہت دقتیں پیش آتیں۔ آپ جو مکان بنانا چاہتے اُسکی بنیاد ایک سال پہلے ہی ڈال لیتے۔ چنانچہ آپ کا ارادہ سکول میں ایک بڑا گیٹ لگوانے کا تھا۔ جس کی بنیاد آپنے اپنی وفات سے ایک سال پہلے ڈالی ہوئی تھی۔ جو ابھی تک نہیں بن سکا (انشاءاللہ گیٹ اس سال بنا دیا جاوے گا) آپکے سکول کے تمام کمرے آجکل کے طریقہ کے مطابق ہوادار۔ کھڑکیاں۔ روشندان۔ الماریاں کافی رکھ کر بنائے۔

سکول کے پانچ کمرے ہیں اُس کے سامنے ایک کشادہ صحن ہے، اور کمروں کے آگے برامدہ ہے۔ اور ان کمروں کے پچھلی طرف بورڈنگ کا کمرہ کچن۔ دفتر سکول۔ سٹور کے دو کمرے۔ دوائی خانہ۔ کارنبری ہے۔ اور صحن کے ایک طرف قضائے حاجت کا کمرہ۔ پانی کا کمرہ۔ اور نہانے کا کمرہ۔ آپنے سکول کے لئے اپنی گرہ سے ایک بنچ آہنی ستر روپے کی گجرات سے منگوائی۔ اور لائبریری کی کتابوں کے لئے تین بڑی الماریاں اور دو چھوٹی الماریاں بنوائیں۔ سکول میں بہت سی لکڑی ہمارے گھر کی لکڑی خرچ ہوتی۔ ہمارے بہت سے درخت تھے جن کو کٹوا کر استعمال میں لایا گیا۔

آپ کا ارادہ سکول کی عمارت کو بڑھانے کا تھا۔ ہماری ملکیت اس جگہ کے ساتھ ہی کافی پڑی تھی۔ آپ سکول میں خود کام کرتے تھے۔ اور کچھ روپیہ گرہ سے خرچ کرتے تھے۔ لیکن مڈل کے حصہ میں لڑکوں کی قلت تھی۔ مقابل میں آریوں کا ہائی سکول تھا۔ وہاں بہت سے لڑکے مسلمانوں کے چلے جاتے تھے۔ اور ویسے لوگوں کو تعلیم کا بھی بہت کم شوق تھا۔ لیکن آپ استقلال سے کام کو چلا رہے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ مسلمانوں کے جتنے لڑکے بھی ہمارے سکول میں دینی تعلیم حاصل کریں اچھا ہے آریوں کے پنجے سے چھوٹ جاویں۔

ڈسٹرکٹ بورڈ پرائمری سکول بھی قائم ہے۔ پرائمری میں لڑکوں کی اتنی قلت نہیں تھی۔ جتنی پرائمری میں تھی۔ پرائمری کے حصہ کو سرکاری گرانٹ ملتی تھی۔ لیکن مڈل کے حصہ کو کوئی گرانٹ نہیں ملتی تھی۔ اسلئے مڈل کا خرچ بھی تھا۔ کچھ فیسوں کی آمد ہو جاتی تھی۔ آپنے اڈلٹ سکول کھولا ہوا تھا جس میں بڑی عمر کے لوگ تعلیم پاتے تھے۔ جو سارا دن اپنا دنیاوی کام کرتے تھے اور رات یا بعد نماز فجر ایک گھنٹہ تعلیم حاصل کرتے تھے۔ اور ایک نائٹ سکول تھا۔ جو رات کیوقت لگتا تھا۔ ان ہر دو سکولوں کو بھی گرانٹ ملتی تھی کام آپ خود کرتے تھے۔ اور ایک زنانہ اڈلٹ سکول تھا جس میں جوان اور بوڑھی عورتیں رات کیوقت تعلیم حاصل کرتی تھیں سوائے مڈل سکول کے باقی تمام سکولوں کو سرکاری گرانٹ ڈسٹرکٹ بورڈ کی طرف سے ملتی تھی۔ گویا آپنے مندرجہ ذیل سکول کھولے ہوئے تھے۔ اینگلو ورنیکلر مڈل سکول۔ زنانہ پرائمری سکول۔ زنانہ اڈلٹ سکول۔ مردانہ اڈلٹ سکول پرائمری نائٹ سکول۔ چھوٹے سے گاؤں میں جس کی آبادی ۱۹۳۱ء کی مردم شماری میں ۸۸۷ تھی یعنی پوری دو ہزار بھی نہیں ہے آپ چلا رہے تھے۔ اور ہر وقت کوشاں رہتے تھے کہ ان کی ترقی ہو۔

(باقی آئندہ)

گذشتہ سے پیوستہ

نمبر ۲

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ

حضرت مولوی عبدالسلام صاحب کاٹھ گڑھی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

(سلسلہ کے لئے دیکھیے الحکم ۲۱ جون ۱۹۳۴ء)

اس کے علاوہ سکول کی عمارت کا کام امیر جماعت ہونے کی وجہ سے تمام جماعت کی ذمہ داری اور سکولوں کے مینجر اور مڈل سکول میں بطور ٹیچر کے کام کرتے تھے اور حکام کو ملنے کا کام - ادھر حکمت کا کام بھی جاری رکھتے تھے۔ آپ دوائی مفت دیتے تھے - اور کوئی فیس وغیرہ بھی نہیں لیتے تھے - آپنے ایک کفایت شعاری بنک بھی سکول میں کھولا ہوا تھا۔ اس کا کام بھی آپکے سپرد تھا۔ اور زمیندارہ بنک کے بھی آپ ممبر تھے - اور تمام ضلع کے نائب ناظم تبلیغ بھی تھے۔ ضلع کی جماعتوں کا بھی دورہ کرتے - اور علاقہ میں کوئی مبلغ آتا تو اسکے ساتھ ملکر گاؤں میں تبلیغ کراتے -

آپ سکول کے پاس شدہ طلباء کو جو تعلیم جاری رکھنا نہ چاہیں ملازم بھی کرادیا کرتے تھے - چنانچہ نارمل سکول کے پاس شدہ پٹواری ٹیچر اور محکمہ مال زراعت اور پولیس میں ملازم ہو گئے ہیں - غریب طلباء کو آپ کتابیں اپنی گرہ سے خرید کر دیا کرتے تھے - انگریزی ہندی سنسکرت فارسی کی کتابیں پڑھتے رہتے تھے - اور سکول میں باقاعدہ مستحق آنریری طور پر طلباء کو پڑھایا کرتے تھے - آپ گاؤں کے تمام بچوں کے نام جانتے تھے۔ جس وقت بچہ پیدا ہوتا تھا - اسی وقت سے انتظار میں رہتے تھے کہ کب پانچ سال کا ہو اور سکول میں داخل کیا جاوے - اور اسی وقت سے اس کے والدین کو پڑھانے کی تحریک کرتے رہتے تھے - اور تعلیم کے فائدے بتاتے رہتے تھے - اچھوت اقوام کے طلباء کو بھی کوشش سے سکول میں داخل کیا کرتے تھے - اور انکو کتابیں وغیرہ اپنی گرہ سے خرید کر دیا کرتے تھے - آپ اکثر انعام تقسیم کرکے لوگوں کو تعلیم کا شوق دلایا کرتے تھے۔ آپ ہوشیارپور سے اڈلٹ سکول کے طلباء کے لیے تھالیاں خرید لاتے تھے - اور ان پر ان کا نام کندہ کرا لیا کرتے تھے - اور ان کے بچوں کے لئے ٹوپیاں خرید لایا کرتے تھے - اور بہت سے ان کے استعمال کی چیزیں - بعض دفعہ شوق دلانے کے لئے چائے کی دعوت دے دیا کرتے تھے - اسی طرح دوسرے بچوں کو بھی انعام تقسیم کیا کرتے تھے - اور مٹھائی بھی تقسیم کیا کرتے تھے آپ ہندو کی دوکان سے مٹھائی نہیں خریدتے - بلکہ خود ہی مٹھائی لڈو شیرینی بنا لیا کرتے تھے - اور استادوں اور لڑکوں کو مٹھائی بنانے میں شامل کر لیا کرتے تھے -

نوجوانوں کو مسجد میں خاص کر عشاء اور فجر میں مٹھائی تقسیم کرکے نماز با جماعت کی عادت ڈالا کرتے تھے - لڑکیوں کو ان کے استعمال کی چیزیں - پنسلیں - ریشم - قمر و شیشے موتی وغیرہ انعام میں دیا کرتے تھے - اور جو لڑکی خارج ہو چکی ہو یا غیر حاضر ہو اس کو بلا کر دے دیا کرتے تھے - اس سے تعلیم میں زیادہ شوق پیدا ہوتا تھا - آپ لڑکیوں کو زیادہ انعام تقسیم کیا کرتے تھے - اگر ہفتہ واری نہیں تو چند روز کے بعد ضرور انعام تقسیم کرتے تھے - ان کی مائیں انعام کی خاطر تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیجدیتی تھیں - جو لڑکے اور لڑکیاں قرآن شریف ختم کرتے - تو آپ ختم قرآن کا ایک بڑا شاندار جلسہ کرتے - اور جماعت کے دوستوں کو دعوت میں شریک کرتے ہمارے علم سے باہر ہے کہ آپ اتنا روپیہ کہاں سے خرچ کرتے تھے - آپ کی ڈاک کا خرچ دس روپے ماہوار سے کسی صورت میں کم نہیں تھا۔

ایک مرتبہ میری والدہ صاحبہ فرمانے لگیں کہ مولوی صاحب! آپ امور خانہ داری میں کچھ حصہ نہیں لیتے بچے اب جوان ہو گئے ہیں گھر کے اخراجات بڑھ گئے ہیں آپ کی آمدنی کی کوئی صورت نہیں ہے - لوگ کس طرح روپیہ کماتے ہیں - آپ بھی کمائیں - تا گھر کا خرچ بخوبی چل سکے - گھر کے مکان گرنے والے ہیں - آپ کو کوئی خیال نہیں ہے آپ سکول کی پختہ عمارتیں بنا رہے ہیں - ان کی مرمت کا بھی کوئی خیال نہیں ہے - آپ نے فرمایا کہ لوگ روپیہ کماتے ہیں اور خرچ کر دیتے ہیں - میں بھی روپیہ خرچ کر دیتا ہوں - اگر آمدنی ہے تو اتنا خرچ ہوتا ہے - صرف فرق اتنا ہے کہ لوگ دنیاوی کاموں پر خرچ کر دیتے ہیں - اور میں خدا کی رضا کے لئے خرچ کرتا ہوں سکول کی امداد کا روپیہ ایک سو روپیہ ماہوار آتا ہے - یہ میری آمدنی ہے - اور کچھ فیسوں کی آمدنی ہو جاتی ہے - گویا میرے ہاتھ سے ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار کے قریب خرچ ہوتا ہے اس سے زیادہ ہمارے گاؤں میں کسی کی آمدنی نہیں ہے۔ دوسرے میں خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے مکان بنا رہا ہوں تاکہ طلباء مذہبی تعلیم حاصل کریں کیا وہ خدا جس کا میں اتنا کام کر رہا ہوں میرے گھر کے خام مکانات کی حفاظت نہیں کرے گا؟

مہمان نوازی

آپ کا بہت سا وقت مہمان نوازی میں بھی خرچ ہوتا تھا - آپ نے ایک رجسٹر بنایا ہوا تھا - جس میں لنگر خانہ کی طرح مہمان کا نام درج کیا کرتے تھے - ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری اور ایک اور مولوی صاحب ان کے ساتھ تھے - جن کا نام مجھے یاد نہیں وہاں گئے - آپ ان سے تبلیغ ملحقہ دیہات میں کراتے رہے - آپ نے ان کا نام لکھ لیا - اور یہ بھی لکھ لیا کہ فلاں کھانا انکو کھلایا گیا اور فلاں وقت - ایک وقت آپنے رجسٹر میں لکھا کہ حلوا گوشت روٹی کھلایا گیا - جمیں مولوی محمد ابراہیم صاحب نے وہ رجسٹر دیکھ لیا - انھوں نے دوپہر کا کھانا کھایا تھا - غالباً عصر کے بعد آپنے رجسٹر دیکھا تو اس میں لکھا ہوا پایا کہ ان کو حلوا - گوشت - روٹی کھلایا - مولوی صاحب بہت حیران ہوئے اور فرمانے لگے کہ آپ عجیب آدمی ہیں جو ہم کھاتے ہیں وہ بھی رجسٹروں میں نوٹ کر لیتے ہیں - آپنے جواب دیا کہ جب ہم قادیان جاتے ہیں تو مسیح موعودؑ کے لنگر میں ہماری روٹیاں لکھ لی جاتی ہیں - اور اگر دال چاول - سبزی کھائیں - ہر ایک خانہ کے مطابق لکھ لیا جاتا ہے - اگر ہم نے لکھ لیا تو کیا حرج کی بات ہے - آپ کیوں خفا ہوتے ہیں - ہم تو کبھی خفا نہیں ہوئے کہ مسیح موعودؑ کے لنگر میں ہماری روٹیاں لکھی جاتی ہیں - مولوی محمد ابراہیم صاحب بڑے زور سے قہقہہ لگا کر ہنسے اور دیر تک ہنستے رہے - اور یہ بات سن کر جو دوست پاس بیٹھے تھے وہ بھی ہنس پڑے

آپنے اپنی گرہ سے خرچ کرکے ایک مہمان خانہ بھی بنایا - جس کے دو کمرے ایک کھلا صحن ہے مہمانوں کے لئے علٰحدہ بسترے اور چارپائیاں بھی بنائیں جو مہمانوں کے لئے کام آئیں - آپ علاقے کے سرکاری افسروں کو بھی ٹھیرایا کرتے تھے - انسپکٹر کوآپریٹیو سوسائٹی - انسپکٹر محکمہ زراعت - انسپکٹر مدارس ہمارے مکان پر ٹھیرتے تھے - اور دوسرے افسر بھی مثلاً میڈیکل ڈیپارٹمنٹ کے افسر بھی دورہ پر آپ کے پاس ٹھیرتے تھے - آپ علاقے کے ہر ایک افسر سے درخواست کرتے تھے کہ سکول کا معائنہ کرے۔

ایک دفعہ چوہدری سلطان احمد صاحب ڈپٹی کمشنر کو آپ نے سکول دکھایا - ایک لڑکی امۃ الرحمٰن کو (جو چوہدری عنایت خان کی لڑکی اور میری پھوپھی زاد بہن تھی) انعام میں ایک عمدہ قرآن شریف بھیجا - اور باقی تمام لڑکیوں کو کتابیں بھیجیں - اور آئندہ امداد کا وعدہ بھی فرمایا - آپ اسی سال ریٹائر ہو گئے غالباً ۱۹۲۵ء کا ذکر ہے اور بچے بچیوں کو مٹھائی کے لئے انعام دیا - اور دوسرے افسروں مثلاً فنانشل کمشنر جب دورہ پر گئے - تو ان سے بھی معائنہ کرایا -

سکول کی بنیاد

ایک بات جس کا ذکر اوپر چاہیئے تھا میں بھول گیا - کہ سکول کی عمارتیں بننے سے پہلے جناب والد صاحب نے حضرت صاحب کو لکھا کہ خاندان نبوت میں سے کسی کو سکول کی بنیاد رکھنے کے لئے بھیجدیا جائے - اسلئے آپنے حضرت میرزا شریف احمد صاحب کو جو جالندھر ٹریٹوریل میں تھے لکھ دیا کہ کاٹھ گڑھ جائیں اسلئے میاں صاحب نے اپنے دست مبارک سے کاٹھ گڑھ پہنچ کر سکول کی بنیاد رکھی - اور ایک بڑا شاندار جلسہ بھی کیا گیا -

ذبح بقر

چونکہ ہمارے گاؤں میں مذبح نہیں ہے۔ اسلئے ہم بقر عید کے موقع پر گائیوں کو روپڑ ضلع انبالہ جو ہمارے گاؤں سے جنوب کی طرف دریائے ستلج کے کنارے گیارہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے لے جایا کرتے تھے اور وہاں مذبح میں کٹوا کر گوشت لے آیا کرتے تھے۔ چونکہ راستے میں ہندوؤں کے گاؤں تھے۔ فساد کا بہت خطرہ رہتا تھا گوشت کے خراب ہونے کا بھی ڈر تھا۔ بعض دفعہ خراب بھی ہو جاتا تھا۔ اور حفاظت کے لئے پولیس کا انتظام بھی کرنا پڑتا تھا۔ لیکن ۱۹۲۰ء کی بقر عید پر ہمارے گاؤں کے ہندوؤں نے اردگرد کے گاؤں کے ہندوؤں کو جمع کر لیا۔ اور راستہ میں جب ہم گائے لے جا رہے تھے۔ پانچ چھ سو آدمیوں پر پالنو کے قریب ہندو جاٹ پل پڑے۔ جو پہلے سے ہی جھاڑیوں میں چھپے ہوئے تھے۔ فساد ہو گیا۔ اور گائیں چھین کر لے گئے۔ پولیس موقع پر پہنچ گئی۔ اور کچھ لوگوں کا چالان کر دیا۔ بعد میں راضی نامہ ہو گیا۔ پولیس نے ان گائیوں کو کاٹھ گڑھ میں ہی دوسرے دن ذبح کرا دیا۔ اس روز سے آجتک ہم کاٹھ گڑھ میں ہی گائیں ذبح کرتے ہیں۔ کوئی احاطہ یا مذبح نہیں ہے۔ جناب والد صاحب نے ایک رجسٹر بنا لیا۔ اس کا نام رجسٹر ذبح بقر رکھا۔ جب کوئی گائے ذبح کرتے اُس کی مفصل رپورٹ۔ کس سے خرید کی گئی۔ حلیہ۔ قیمت اور حصہ داروں کے نام کس کے مکان پر ذبح کی گئی اور اسی وقت اس کی رپورٹ جناب ڈپٹی کمشنر۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ تحصیلدار صاحب علاقہ سب انسپکٹر پولیس کو بھیجدیتے۔ کہ فلاں تاریخ کو ہم نے گائے ذبح کی ہے۔ فلاں فلاں حصہ دار تھے۔ بالکل امن رہا اور کوئی فساد نہ ہوا۔ ہم پہلے بھی اسیطرح اپنے مکانوں کی چار دیواریوں کے اندر ذبح کر لیا کرتے ہیں گاؤں کے نمبردار خفا ہوتے کہ آپ کیا کرتے ہیں ہماری اس میں بدنامی ہے۔ آپ لوگوں کو دلیر بنا رہے ہیں۔ کہ وہ ہر روز گائیں ذبح کریں۔ ہم سے حکام بالا پوچھیں گے ہم کیا جواب دیں گے۔ نمبردار اس کو سخت جرم سمجھتے تھے۔ آپ اُن کو جواب دیتے کہ جب کوئی افسر یہاں آئے گا مجھے بلا کر لے جانا۔ میں اُن کو جواب دوں گا۔ کہ میں گائے ذبح کراتا ہوں۔

ایک دفعہ ہوشیار دیو سپرنٹنڈنٹ پولیس سے ملے وہ سکھ تھے وہ فرمانے لگے کہ مولوی صاحب! آپ مجھے کیوں اطلاع دیتے رہتے ہو۔ آپ چپکے سے اپنا کام کرتے رہیں۔ آپ کو کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ اسی طرح جب تھانیدار صاحب ملتے وہ بھی فرماتے کہ آپ اطلاع نہ دیا کریں۔ اپنا کام چپکے سے کئے جائیں۔ آپنے جواب دیا کہ حکام کو اطلاع دینی ضروری ہے۔ ورنہ چوری سمجھی جاتی ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہمارے گاؤں کے ہندوؤں نے ایک درخواست سپرنٹنڈنٹ پولیس کے پاس بھیجدی (سپرنٹنڈنٹ صاحب اور سب انسپکٹر صاحب علاقہ نئے ہی تبدیل ہو کر آئے تھے) کہ کاٹھ گڑھ کے لوگ ہر روز گائیں ذبح کرتے ہیں۔ اور ہماری اس سے دل آزاری ہوتی ہے۔ ان کو منع کیا جاوے۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب نے تفتیش کے لئے تھانہ دار صاحب کے پاس درخواست بھیجدی۔ تھانہ دار چودھری محمد طفیل صاحب تھے۔ انھوں نے نمبرداروں سے پوچھا کہ بغیر مذبح اور بغیر اجازت کے کیوں گائیں ذبح کر لیتے ہو۔ نمبرداروں نے جواب دیا کہ ہمیں تو معلوم نہیں۔ اب معافی دیجاوے آئندہ ایسا قصور نہ ہوگا۔ آئندہ ہم گاؤں میں کبھی گائے ذبح نہ ہونے دینگے۔ جناب والد صاحب کو بلایا اور پوچھا آپنے جواب دیا کہ ہم گائیں ذبح کرتے ہیں اور آئندہ بھی کرینگے۔ قانون کی رو سے ہمیں کوئی رکاوٹ نہیں ہے ہم اپنی چار دیواری کے اندر کر سکتے ہیں۔ تھانیدار صاحب نے فرمایا کہ آپ کے پاس کوئی ریکارڈ ہے کہ آپ کب سے اپنے گھروں میں گائیں ذبح کر لیتے ہو۔ آپنے رجسٹر لا کر سامنے رکھ دیا کہ اس کو پڑھ لیجے کہ گذشتہ سالوں میں بقر عید کے موقع پر آجتک ۵۲ گائیں کاٹھ گڑھ میں ذبح کر چکے ہیں۔ اور اس کی رپورٹیں حکام بالا کو بھی بھیجتے رہے ہیں۔ آپ چونکہ نئے نئے آئے ہیں۔ آپ کو معلوم نہیں۔ رپورٹوں کی نقول درج رجسٹر ہیں پڑھ لیجئے۔

تھانیدار صاحب حیران رہ گئے اور فرمانے لگے۔ اچھا جو ہو چکا اس کو رہنے دیجئے۔ اب آئندہ کے لئے لکھ دیجئے کہ آئندہ یہاں ذبح نہیں کرینگے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم ہرگز لکھنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہمارا تو یہی بیان ہے کہ ہم یہاں اپنی چار دیواریوں کے اندر گائیں ذبح کرینگے۔ ہم اپنے ہندو بھائیوں کی دل آزاری نہیں کرنا چاہتے۔ اور یہاں فساد کا کوئی اندیشہ نہیں۔ یہی بیان لکھ کر جناب تھانیدار صاحب واپس چلے گئے۔ بعد میں گاؤں کے نمبردار آپ پر خفا ہونے لگے۔ کہ ہماری شامت اعمال ہے۔ شاید اس کا نتیجہ یہ نکلے کہ آپ ہماری نمبرداری کو نقصان پہنچا رہے ہیں آپنے جواب دیا کہ آپ پر کسی قسم کا گورنمنٹ کی طرف سے حرف آئے۔ تو میں ذمہ دار ہوں۔

چنانچہ رپورٹوں کا سلسلہ باوجود لوگوں کے منع کرنے کے آپنے جاری رکھا۔ جب گورنمنٹ کو یقین ہو گیا کہ کاٹھ گڑھ میں ہندو مسلمانوں کے تعلقات اچھے ہیں۔ اور کسی قسم کا فساد کا اندیشہ نہیں ہے۔ تو گورنمنٹ بقر عید کے موقع پر خود پولیس کو بھیجنے لگی۔ اب ہر سال گورنمنٹ ایک گارد بھیج دیتی ہے۔ اور جناب تحصیلدار صاحب بھی تشریف لے آتے ہیں۔ اور پولیس اپنے انتظام کے ماتحت ذبح بقر کا کام کراتی ہے۔ ہمیں پولیس منگوانے کے لئے کوئی درخواست نہیں بھیجنی پڑتی۔ اور نہ ہی ہم پر پولیس کا کچھ بوجھ ہوتا ہے۔ اب آپ کی وفات کے بعد لوگوں کی آنکھیں کھلیں کہ آپ نے اتنے بھاری کام کو کسطرح نبھایا۔ آپ کی رپورٹوں کا یہ اثر ہوا کہ اب ہمارا ذبح بقر کا دائمی حق قرار دیا گیا ہے

آپ کی وفات کے بعد بھی اب کوئی گائے ذبح کی جاتی ہے تو اس کی رپورٹ بھی بھیجی جاتی ہے۔ لیکن ہندوؤں کی دل آزاری نہیں کی جاتی۔ اپنی چار دیواریوں کے اندر چپکے سے کر لیتے ہیں۔ اور اس کی رپورٹ افسروں کو بھیج دیتے ہیں۔ عرصہ سے ہمارے تھانہ میں سب انسپکٹر صاحب پولیس مسلمان ہی آتے ہیں۔ جب کبھی سب انسپکٹر صاحب دورہ پر آتے۔ تو آپ ضرور کوشش سے گائے ذبح کراتے اور اُن کو گوشت کھلاتے۔ سب انسپکٹر صاحب بہت خوش ہوتے اور ہنستے کہ مولوی صاحب تو افسروں کی بھی قلمیں پکڑ لیتے ہیں۔ اب لوگ آپ کو دعائیں دیتے ہیں کہ اتنے بڑے کام کو آپنے کس طریقہ سے فتح کیا۔

روپڑ ضلع انبالہ میں جماعت احمدیہ کا قیام

ہمارے گاؤں میں جنوب کی طرف گیارہ میل کے فاصلہ پر دریائے ستلج کے بائیں کنارے پر روپڑ ایک شہر ہے۔ جہاں سے نہر سرہند نکلی ہے۔ وہاں سائھ فیصدی مسلمانوں کی آبادی ہے۔ اور زیادہ تر لوگ تجارت پیشہ اور ملازمت پیشہ ہیں۔ لیکن وہاں کوئی احمدی نہیں تھا۔ آپ اکثر وہاں جاتے اور تبلیغ کرتے۔ لیکن وہاں کے لوگ آپ پر پتھر پھینکتے۔ اور گالیاں نکالتے۔ اور پبلک جلسہ نہ ہونے دیتے۔ لیکن آپ نے استقلال دکھا۔ جب کبھی قادیان سے کاٹھ گڑھ جاتے تو کوئی نہ کوئی مبلغ ساتھ لے جاتے۔ اور اس کو ساتھ لے کر ضرور وہاں جاتے لوگ ٹھہرنے کے لئے مکان نہ دیتے۔ وہاں کے مولوی لوگ منع کرتے کہ ان کو اپنے مکانوں میں نہ ٹھہرنے دیں۔ آپ سرائے میں ٹھہر جاتے اور فرداً فرداً تبلیغ کرتے اور کسی غیر احمدی کے مکان پر لیکچر کرا دیتے۔ وہاں بہت سے لوگ سننے کے لئے آجاتے۔ بعض شریر لوگ پتھر پھینکتے۔ آپ کوئی پرواہ نہ کرتے۔ وہاں گورنمنٹ سکول میں مولوی عبدالمجید مولوی فاضل عربک ٹیچر ہے۔ جو عرصہ پچیس سال سے وہیں پڑھاتا ہے۔ آپنے ۱۹۱۲ء میں وہاں تحریری مناظرہ کرایا۔ ہماری طرف سے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب حال پروفیسر جامعہ احمدیہ مناظر تھے بڑا کامیاب مناظرہ ہوا۔ آپنے ہمت نہ ہاری وقتاً فوقتاً علماء کو ضرور لے جاتے اور وہاں تبلیغ کراتے۔

ایک دفعہ آپ مہاشہ محمد عمر صاحب مولوی فاضل اور گیانی واحد حسین کو بھی وہاں لے گئے۔ لوگوں نے پبلک لیکچر نہ ہونے دیا۔ آپ نے ایک وکیل کے مکان پر لیکچر کرایا۔ جو اب احمدی ہیں اور اُسوقت غیر احمدی تھے۔ لوگوں پر بہت اچھا اثر ہوا۔ لوگ کثرت سے وہاں جمع ہو گئے۔ اس کے بعد آپنے ایک تبلیغی جلسہ مقرر کر دیا۔ اور مرکز سے دو مبلغ منگوائے۔ ایک مولوی محمد یار صاحب تھے۔ اور دوسرے مولوی عبدالغفور مولوی فاضل تھے۔ آپنے پبلک جلسہ کی کمیٹی سے اجازت حاصل کی۔ لیکن اجازت نہ ملی۔ مسلمانوں نے کرایہ پر مکان دینے سے انکار کر دیا۔ آپ نے ایک سکھ کی حویلی کرایہ پر لی۔ اور کھانے پینے کا سامان برتن سب کاٹھ گڑھ سے لے گئے وہاں کثرت سے لوگ شامل ہوئے۔ اور جلسے کا بہت اچھا اثر ہوا۔ بہت لوگوں پر سچائی کھل گئی۔ لیکن ابھی اعلان کرنے سے گریز کرتے تھے۔ باوجود اتنی تکلیفوں کے آپنے تہیہ کر لیا کہ روپڑ میں ضرور جماعت قائم کرینگے

آپ مولوی عبدالمجید مولوی فاضل اور مولوی عبداللہ دیوبندی کے ساتھ مناظرہ کی خط وکتابت کرتے رہتے تھے۔ آپ اسی روز روپڑ سے تشریف لائے تھے کہ آپکے پاؤں میں کانٹا لگا۔ اور فوت ہو گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

(باقی آئندہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ رضی

حضرت مولوی عبد السلام صاحب کاٹھ گڑھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(نمبر ۳)

پہلے تو روڑ کے مولوی لیت و لعل کرتے رہے۔ لیکن جب آپ کی وفات سن کر بہت خوش ہوئے۔ انھوں نے سمجھ لیا کہ اب کاٹھ گڑھ میں اُن کا مقابلہ کرنے والا کوئی نہیں ہے فوراً مناظرے کا چیلنج بھیج دیا۔ جس کا مضمون یہ تھا (جو ہمارے حقیقی چچا مولوی عبد المنان صاحب کے نام تھا) "ہماری مناظرے کی خط و کتابت مولوی عبد السلام صاحب مرحوم کے ساتھ تھی۔ اگر آپ اُن کے قائم مقام ہیں تو آکر شرائط کا فیصلہ کر لیں" چنانچہ جناب چچا صاحب مان گئے۔ اور شرائط طے کیں اور کامیاب مناظرہ ہوا۔ چونکہ بہت سے دوست پہلے سے ہی بیعت کے لئے تیار تھے۔ مناظرہ کے بعد اُن کے تمام شکوک رفع ہو گئے۔ اور روڑ کے بارسوخ اور تعلیم یافتہ لوگ احمدیت میں داخل ہو گئے۔ اُن میں سے خاص طور پر قابل ذکر سید سردار علی صاحب بی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی پلیڈر ہیں۔ آپ نہایت مخلص احمدی اور قابل وکیل ہیں۔ اور میونسپل کمشنر بھی ہیں یعنی میونسپل کمیٹی کے وائس پریذیڈنٹ ہیں۔ اُن کے احمدی ہونے کے بعد اب ۱۹۳۴ء میں کمیٹی کا نیا انتخاب ہوا ہے اس میں مخالفوں نے بہت زور لگایا کہ وہ ممبر نہ ہوں لیکن باوجود مخالفت کے وہ کامیاب ہو گئے ہیں۔

اب احمدی بغیر کسی رکاوٹ کے وہاں جلسہ کر سکتے ہیں ایک وہ وقت تھا کہ وہاں لوگ ٹھہرنے کے لئے جگہ نہیں دیتے تھے۔ آج وہی لوگ بغلگیر ہو کر ملتے ہیں۔ اور جناب والد صاحب کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ خدا ان کو جنت نصیب کرے کہ اُنھوں نے اتنا استقلال رکھا اور باوجود ہماری مخالفت کے ہمت نہ ہاری اور برابر پچیس سال تک کوشش جاری رکھی۔ لیکن اُن کی کوششیں اُن کی وفات کے بعد پھل لائیں اُنھوں نے اپنی محنتوں کا پھل اپنی زندگی میں نہ دیکھا۔ اب شہر میں احمدیوں کا خاص اثر ہے۔ اگر آپ اس وقت زندہ ہوتے تو اپنی ان تھک کوششوں کے پھلوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے۔

بعض دفعہ سخت دھوپ میں وہاں پہنچتے۔ وہاں لوگوں کی گالیاں سننی پڑتیں۔ لیکن آپ یہی فرمایا کرتے تھے۔ کہ ایک دن ایسا ہوگا کہ یہی لوگ جو ہمیں گالیاں دیتے ہیں۔ پتھر پھینکتے ہیں۔ اور ٹھہرنے کے لئے جگہ نہیں دیتے ہیں۔ کبھی ہمیں بغلگیر ہو کر ملیں گے۔ سو ایسا ہی ہوا۔ افسوس آپ نے یہ موقع نہ دیکھا۔ اور آپ کی وفات کے چند ہی ماہ بعد وہاں جماعت قائم ہو گئی۔ اب وہی جماعت تبلیغ کر رہی ہے اور جلسے بھی کراتی اور بڑھ بڑھ کر چندوں میں حصہ لیتی ہے۔ آپ کے اگر روزانہ کاموں کو ہی شمار کیا جاوے۔ تو عقل حیران رہ جاتی ہے۔ کہ آپ کس طرح اُن کاموں کو کرتے تھے۔

آپکے روزانہ کام

آپ صبح فجر کی نماز کے بعد باقاعدہ روزانہ قرآن کریم اور احادیث کا درس دیا کرتے تھے۔ اور پھر مسجد میں قرآن شریف باترجمہ پڑھاتے تھے۔ اسکے بعد دوائی خانہ کے سامنے بعض [illegible] سے ہمارے پہلے ہی سے جمع ہوتے تھے۔ اور انتظار میں بیٹھے ہوتے تھے۔ اُن کو دوائی دیتے تھے۔ پھر سکول کا وقت ہو جاتا تھا۔ لڑکوں کو پڑھاتے۔ اور بطور منیجر کے بھی کام کرتے تھے۔ سکول کی عمارت کا بھی کام شروع کیا ہوا تھا۔ وہ کام بھی ساتھ ہی جاری رہتا تھا۔ اُسکو بھی کرتے تھے۔ ایک تمام گاؤں کے مسلمان راجپوت زمینداروں کا مشترکہ مقدمہ تھا۔ اس کے مختار تھے۔ وہ کام بھی کرتے تھے۔ مقدمات بھی کرتے تھے۔ سکول کے اوقات کے بعد فراہمی طلباء کی کوشش کرتے تھے۔ اور روزنامچہ لکھا کرتے تھے۔ ڈاک آمدہ کے جوابات اور نئے خطوط لکھتے تھے۔ ایک خانوں والا بکس بنا ہوا تھا۔ جس میں لیبل لگائے ہوئے تھے۔ اور خانوں کے لیبلوں پر لکھا ہوا تھا۔ خطوط متعلقہ تعلیم و تربیت۔ خطوط متعلقہ تبلیغ۔ خطوط امور عامہ۔ خطوط وصایا۔ جلدی جواب دینے والے خطوط۔ روانگی ڈاک۔ خطوط متعلقہ پرائیوٹ سکرٹری۔ خطوط متعلقہ زراعت۔ خطوط متعلقہ کوآپریٹو سوسائیٹیز Thrift Society آپ کاٹھ گڑھ کے پریذیڈنٹ تھے۔ جو آپ نے ہی کھلوائی ہوئی تھی۔ اور بنکس زمیندارہ کے ماتحت تھی۔ خطوط متعلقہ انسپکٹر سکولز اسی طرح اور بھی کئی خانے تھے۔ جن کے نام مجھے زبانی یاد نہیں۔ آپ اسی وقت ڈاک کا کام کرتے تھے اور ہر ایک خط کا جواب دیتے تھے۔ اور نئے خط بھی لکھتے تھے۔ آپ کی ڈاک کا خرچ دس روپے ماہوار سے کسی صورت میں کم نہیں۔ معلوم نہیں وہ اتنا روپیہ کہاں سے خرچ کرتے تھے۔ آپ چندے کی فراہمی کی بھی کوشش کیا کرتے تھے۔ اور سکرٹری بیت المال کے حسابات کی اچھی طرح جانچ پڑتال کیا کرتے تھے

جماعت کی تربیت

جماعت کی تربیت کا خاص خیال رکھتے تھے۔ ہر روز مغرب کی نماز کے بعد نمازیوں کو نماز باترجمہ سکھایا کرتے تھے۔ اور جمعہ کے دن امتحان لیا کرتے تھے۔ طلباء کو رات کو وقت بھی پڑھایا کرتے تھے۔ اور صبح فجر کی نماز کے بعد اڈلٹ سکول کے طلباء کو پڑھایا کرتے تھے۔ اُس کے بعد بیماروں کو دوائی دینا اور سکول کا کام اور سکول کی عمارت کا کام لیا کرتے

آپ تمام ضلع کے نائب مہتمم تبلیغ تھے

آپ کاٹھ گڑھ کی جماعت کے امیر جماعت تھے اور ضلع ہوشیارپور کے نائب مہتمم تبلیغ بھی تھے۔ آپ ہر ایک انجمن کا دورہ کرتے اور تبلیغ کرتے اور کراتے۔ اور جلسے مختلف مقامات پر کرائے۔ [illegible] سے مبلغ منگوا کر تبلیغ کراتے۔ آپ سفر میں ایک کلنشیڈل اور سوٹی ہر وقت ساتھ رکھتے تھے۔ اور جیب میں روٹی ڈال لیا کرتے تھے۔ اور ہندوؤں کے ہاں کی روٹی نہیں کھاتے تھے۔ اور نہ ہی پانی پیتے تھے۔ جہاں پیاس لگے کلنشیڈل کے ذریعہ سے پانی نکال لیا کرتے تھے۔ آپ اکثر تمام ضلع کا دورہ پیدل ہی کیا کرتے تھے۔ اور بعض دفعہ جب قادیان آنا ہوتا تو انجمنوں کا دورہ کرتے ہوئے ہی قادیان پہنچ جایا کرتے تھے۔ جب آپ بستر مرگ پر تھے آپ نے ناظر دعوت و تبلیغ کو خط لکھا کہ میں [illegible] کی وجہ سے بیمار ہوں۔ اور چلنے پھرنے سے بھی معذور ہو گیا ہوں۔ لہٰذا مجھے تین ماہ کی رخصت عطا فرمائی جاوے آپ کا نہایت ہی مشکور ہوں گا۔ خاکسار عبد السلام نائب مہتمم تبلیغ ضلع ہوشیارپور۔

اس کے تین چار روز کے بعد آپ فوت ہو گئے ناظر صاحب فرماتے ہیں کہ جب میں نے سنا کہ مولوی عبد السلام صاحب فوت ہو گئے ہیں۔ اور نعش قادیان آرہی ہے۔ میں اس وقت کچھ لکھ رہا تھا۔ دو گھنٹے تک میں کچھ نہیں لکھ سکا۔ مجھے اتنا صدمہ پہنچا کہ مجھے اپنے وجود کی بھی ہوش نہ رہی۔ وہ میرا داہنا ہاتھ تھے گویا میرا ایک بازو کٹ گیا"

آپ مرکز سے کوئی تنخواہ نہیں لیتے تھے۔ لیکن پھر بھی آپ نے چھٹی لینی ہی مناسب سمجھی اور معذرت بیان کی آپ نے اپنا فرض سمجھا کہ وفات بھی سلسلے کے کام کرتے ہوئے ہی ہو۔

آپکا لباس

آپ کا لباس نہایت سادہ ہوا کرتا تھا۔ آپ بعض دفعہ کھدر کا کوٹ سلوا لیا کرتے تھے۔ اور باقی تمام لباس سادہ ہوا کرتا تھا اور اُسی لباس سے افسروں کو ڈپٹی کمشنر، سپرنٹنڈنٹ پولیس کی ملاقات کیا کرتے تھے۔ اور حکام آپ کی بہت عزت کیا کرتے تھے۔

آپکی علاقے کے افسروں سے ملاقات

جب علاقے میں کوئی افسر دورے پر آتا تو آپ جماعت کے بہت سے دوستوں کو ساتھ لے جاتے۔ اور اندر لکھ کر بھیج دیتے کہ جماعت کاٹھ گڑھ آپکی

ملاقات کے لئے حاضر ہوئی ہے۔ جب آپ اندر جاتے تو تمام جماعت سے ... اور ان کا تعارف کراتے اور جو کچھ کہنا ہوتا کہہ دیتے۔ آپ جو کچھ بیان کرتے رفاہ عام کے فائدے کے لئے بیان کرتے مثلاً ہمارے علاقہ میں ... تکالیف ہیں۔ جماعت احمدیہ سرکار کی وفادار ہے اور اس کا ... ہے کہ آپ کو آ کر کہے اگر ان کو کسی چیز کی ضرورت ہوتی تو آپ ... کرتے اگر آپ محکمہ زراعت کے افسر سے ملتے تو محکمہ زراعت کے متعلق گفتگو کرتے کہ ہمیں فلاں قسم کا بیج بھیجیں اور ساتھ ہی اپنے مقدم کو بھیج دیں۔ تاکہ یہاں کے لوگوں کو ان بیجوں کے بونے کے طریقے بتا دیوے۔ آپ محکمہ زراعت سے اعلیٰ قسم کے بیج منگوا کر زمینداروں کو دیا کرتے تھے۔ اپنی گرہ سے ایک انگریزی ہل جس کو مسٹن ہل کہتے ہیں۔ زمینداروں کو کاشت کرنے کے لئے ہوا تھا۔ اور جتنی دیر کسی افسر سے ملاقات کرتے رفاہ عام کی باتیں کرتے رہتے۔ افسر بھی آپ کو اچھی طرح سے ملتے تھے۔

تلفی ٹڈی میں آپکی مدد

سنہ ۱۹۲۹ء یا سنہ ۱۹۳۰ء کا ذکر ہے کہ ہمارے علاقے میں اتنا ٹڈی دل آ گیا کہ افسروں کو اس کی تلفی میں خاص کوشش کرنی پڑی۔ تمام پنجاب کے ہر ایک محکمہ سے گورنمنٹ نے آدمی لیے۔ اور ہمارے علاقے میں ان لوگوں کو لگا دیا۔ یہ کام ایک ماہ تک برابر جاری رہا۔ ان کے انڈوں اور بچوں کو زمین کھود کھود کر تلف کیا جاتا۔ نمبردار اور ذیلداروں سے خاص طور پر مدد لی گئی۔ آپ بھی سکول کے لڑکوں کو ساتھ لے جاتے اور ٹڈی کی تلفی میں کافی مدد دیتے۔

ایک دفعہ دورہ پر ڈپٹی کمشنر صاحب جن کا نام خینگیز تھا آئے اور ٹڈی تلف کرتے دیکھتے جاتے تھے۔ حتیٰ کہ اس جگہ بھی پہنچے۔ جہاں والد صاحب لڑکوں کو ساتھ لے کر کام کر رہے تھے۔ ڈپٹی کمشنر بہت خوش ہوئے۔ اور دس روپے انعام دیا۔ اور کہا کہ مولوی صاحب ان کو مٹھائی تقسیم کر دیں اور خوشی کا اظہار فرمایا۔ اور بہت شکریہ ادا کیا۔

آپ مٹھائی وغیرہ خود ہی بنا لیا کرتے تھے آپنے اس روز خود ہی لڈو بنا لئے۔ لڈو بنانے میں منشی احمد علی خان نائب مدرس اور سکول کے لڑکے مدد دیا کرتے تھے۔ آپ ہندو کی مٹھائی نہیں لیتے تھے۔ مسلمانوں کی مٹھائی کی کوئی دکان نہیں تھی۔ تمام سکولوں میں مٹھائی تقسیم کی۔ اور کچھ مسجد میں نمازیوں کو بھی تقسیم کیا کرتے۔ آپ نے عشا کے وقت اعلان کر دیا کہ فجر کی نماز کے بعد مسجد میں لڈو تقسیم ہونگے۔ تمام دوست تشریف لے آئیں اور اپنے بچوں کو بھی ساتھ لائیں۔ چنانچہ آپ نے لڈو تقسیم کر دیئے۔ ایک شخص نے کہا کہ مولوی صاحب آپ اپنے بچوں کے لئے بھی کچھ لڈو رکھ لیں۔ آپنے جواب دیا کہ یہ بھی میرے بچے ہیں۔ جماعت کے تمام بچے امیر جماعت کے ہی بچے ہوتے ہیں۔

ان ہی ایام میں ایک دفعہ مولوی فتح الدین صاحب ڈپٹی ڈائرکٹر محکمہ زراعت جالندھر ڈویژن دورہ پر آئے۔ اور وہاں سردار بخشا سنگھ آنریری مجسٹریٹ درجہ دوم جن کی کوٹھی ہمارے گاؤں سے نصف میل کے فاصلہ پر ہے ٹھہرے۔ آپ ان کو ملنے کے لئے گئے اور جماعت کے دوستوں کو بھی ساتھ لے گئے۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں جماعت احمدیہ کا ٹھوگڑ ... کا امیر ہوں۔ یہ ہمارے جنرل سکرٹری ہیں۔ اور یہ سکرٹری تعلیم و تربیت ہیں۔ اسی طرح تمام دوستوں سے تعارف اور ... کرایا۔

آپ دوسرے دن لڑکوں کو ساتھ لے ... ٹڈی تلف کرنے گئے۔ آپ بھی لڑکوں کو ساتھ لے گئے اور تیل ڈال کر ٹڈی تلف ... مولوی صاحب بھی معہ اپنے ماتحت سٹاف کے گھوڑوں پر آ گئے آپ یہ بات دیکھ کر کہ اپنی گرہ سے ہی تیل خرچ کر رہے ہیں بہت حیران اور خوش ہوئے۔

تقسیم انعامات کا جلسہ

تلفی ٹڈی کے بعد جنڈیالہ قصبہ جو ہمارے گاؤں سے پانچ میل کے فاصلہ پر ہے تقسیم انعامات کا جلسہ ہوا۔ جس میں تمام لوگوں کو بلایا گیا۔ جنہوں نے سرکار کو تلفی ٹڈی کے کام میں مدد دی تھی۔ آپ کو بھی بلایا۔ جناب ڈپٹی کمشنر صاحب نے اپنی طرف سے آپ کو ایک سرٹیفکیٹ دیا کہ انہوں نے حکام کی تلفی ٹڈی میں بہت مدد دی ہے اور ساتھ ہی مبلغ دس روپے انعام بھی دیا۔ اور مبلغ بیس روپے سکول کے لئے انعام دیا۔ گویا آپ کو کل تیس روپے انعام دیا اور بھی کئی لوگوں کو انعام ملا لیکن آپ سے کم۔ کئی علاقے کے احمدیوں کو بھی انعام ملا۔ آپ نے بیس روپے تو سکول فنڈ میں جمع کرا دیئے اور دس روپے کے چاول۔ کھانڈ۔ گھی وغیرہ منگوا لیا۔ اور تمام گاؤں کے احمدیوں کو دعوت دیدی۔ جماعت کے دوستوں نے کہا کہ مولوی صاحب یہ انعام سب آپ ہی کو ملا ہے۔ اس کا تعلق جماعت سے نہیں ہے۔ آپ نے اپنا وقت صرف کیا۔ اور اپنی گرہ سے تیل خرچ کیا۔ یہ آپ کا ہی حق ہے۔ آپ ان روپوں کو ذاتی مصارف میں لائیں۔ آپ نے فرمایا کہ میرا جماعت سے علیحدہ وجود نہیں ہے۔ یہ انعام مجھے بحیثیت امیر جماعت کے ملا ہے۔ امیر جماعت کا تمام وقت جماعت کے کاموں میں صرف ہونا چاہیئے۔ یہ جماعت کا حق ہے تمام جماعت کو انعام ملا ہے۔ چنانچہ آپنے تمام احمدیوں کو مدعو کیا اور شام کا کھانا کھلایا۔ باقی احمدی دوستوں نے انعام کے روپے اپنے ذاتی مصارف میں صرف کیئے۔ آپ وقتاً فوقتاً جماعت کے دوستوں کو چائے کی دعوت بھی دیا کرتے۔ لیکن یہ معلوم نہیں کہ آپ یہ تمام روپیہ کہاں سے خرچ کرتے تھے۔ یہ بات کسی کو بھی نہ معلوم ہو سکی۔

جلسہ کے موقعہ پر چائے پلانا

جب آپ جلسہ پر قادیان تشریف لاتے۔ تو ساتھ ہی ایک کھلے منہ کا ٹین اور کچھ چائے اور کچھ نمک بھی ساتھ لاتے۔ آپ عموماً تیراتری سکول کا کمرہ جو سڑک کی طرف ہے۔ ایک دروازہ سڑک کی طرف کھلتا ہے۔ اس میں ٹھہرتے۔ صبح چار بجے اٹھ کر ٹین لے جاتے اور باورچی خانے میں جا کر پیسٹ ... اور ... چائے کا بھر کر لے آتے۔ چائے میں دودھ وغیرہ کم ڈالا کرتے تھے۔ قہوے کو زیادہ پسند کرتے تھے۔ کمرہ کے تمام دوستوں کو اٹھا اٹھا کر چائے پلاتے۔ چائے کی پیالیوں کی جگہ آبخورے استعمال کئے جاتے۔ آپ جتنے دن ٹھہرتے ہر روز بلاناغہ اسیطرح کرتے۔ اسی طرح دوسرے کمروں میں بھی چائے پلاتے۔ آپ ہر سال اسی طرح اور وانہ چائے پلاتے۔ لیکن دوسرے کمروں میں جو ٹین سے بچ رہتی وہ بھیج دیتے۔ لیکن اپنے کمرے کے تمام دوستوں کو چائے پلاتے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ قادیان کے جلسے سے واپس جانے ... چاول جو مہمانوں سے بچے ہوئے تھے کافی ایک چادر میں باندھ کر لے گئے۔ اور ... چائے والا ٹین دال کا بھر کر لے گئے اور کچھ دکان سے نمک خرید کر باندھ لی۔ امرتسر کے اسٹیشن پر ان چاولوں کی گٹھڑی کو کھولا۔ اور چاول تقسیم کرنے لگ گئے اور تھوڑی تھوڑی شکر بھی دیتے گئے۔ جو لوگ دور کھڑے تھے وہ بھی آ گئے۔ آپ بلا تمیز کے تقسیم کرتے گئے۔ حتیٰ کہ تمام دال چاول ختم ہو گئے اور شکر بھی ختم ہو گئی۔ آپنے اپنے لئے کچھ نہ رکھا۔ اور نہ کچھ جب آپنے تھوڑی سی روٹی مول لے کر کھائی۔ آپ لوگوں کو جلسے پر آنے کی تحریک کیا کرتے تھے۔ لوگ عذر کرتے کہ ہمارے پاس کرایہ نہیں ہے۔ آپ فرماتے کہ کرایہ کی کیا ضرورت ہے چلو پیدل چلیں۔ بعض کو ان میں سے ساتھ لے کر پیدل قادیان پہنچ جاتے تھے۔ جب قادیان ریل نہیں آئی تھی تو آپ اڑمڑ ٹانڈہ تک گاڑی پر آیا کرتے تھے۔ اور وہاں سے قادیان تک کا ۳۰ میل کا فاصلہ پیدل طے کیا کرتے تھے۔ باقی لوگوں کو بھی اس راستہ سے لایا کرتے تھے۔ کیونکہ کرایہ کی کفایت ہوتی تھی۔

غیر شرع شادیوں میں عدم شمولیت

آپ کسی غیر شرع شادیوں میں شامل نہ ہوا کرتے تھے۔ مثلاً جس میں باجا ڈھول۔ ناچ گانا۔ یا اور کسی قسم کا تماشا ہو۔ یہ شادی کیسی ہی قریبی رشتہ دار کی کیوں نہ ہو اور اس سے کتنے ہی گہرے تعلقات کیوں نہ ہوں آپ شرکت نہ فرماتے۔ آپ کسی قسم کا تماشا نہیں دیکھتے اور نہ آپ کسی میلہ وغیرہ میں جاتے۔ جب آپ غیر احمدی تھے اس وقت بھی آپ اس قسم کی لغویات سے اجتناب فرماتے۔

تحریر کے پابند

آمد اور اخراجات کا حساب باقاعدہ رکھا کرتے تھے۔ اور ہر ایک بات تحریر میں لاتے۔ ہر روز کے واقعات کو روزنامچہ میں درج فرماتے تھے۔ اگر کسی کو روپیہ دیتے تھے تو اسی وقت تحریر لیتے تھے۔ اور اگر کسی سے روپیہ لیتے تو خود بخود اس کو تحریر دے دیتے تھے۔ اس سے انکار کرنے پر تحریر ضرور دیدیتے۔ اپنے تمام کاغذات اور ہر قسم کی تحریر کو سنبھال کر رکھتے تھے۔ اخباروں اور رسالوں کے تمام فائل ... سنبھال کر رکھتے۔ کوئی پرچہ ضائع نہ ہونے دیتے۔

(باقی آئندہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ

حضرت مولوی عبدالسلام صاحب کاٹھگڑھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نمبر ۴

ہندوؤں کی دوکان سے سودا

آپ ہندوؤں کی دوکان سے سودا ابھی نہیں خریدا کرتے تھے۔ آپنے گاؤں میں کئی دوکانیں کھلادیں۔ اور لوگوں کو ہندوؤں کی دوکانوں سے سودا خریدنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔ چوہدری دولت خان صاحب پنشنر جو اب ہماری جماعت کے سکرٹری مال ہیں محکمۂ جنگلات میں ملازم تھے۔ ریٹائر ہوکر گھر آئے تو آپنے اُن کو دوکان کھولنے کا مشورہ دیا۔ اور بڑی مشکل سے اُن کو اس کام پر آمادہ کیا۔ چونکہ آپ نواشہر میں عرباک ٹیچر تھے۔ اور اس وجہ سے منڈی میں خاصی واقفیت تھی۔ اور ہمارے ہاں کے دوکاندار نواشہر سے ہی مال لاتے تھے۔ آپ اُن کے ساتھ جاکر سودا خرید دیتے۔ اور اپنے رسوخ کی وجہ سے اُدھار سودا بھی خرید دیتے۔ اسی طرح کچھ دیر اُن کے ساتھ جاتے رہے۔ اور کچھ چیزیں اُن کو امرتسر سے بھی خرید کر لادیتے۔ جب کبھی آپ وہاں جاتے آپ اپنی ضرورت کے لئے اُن کی دوکان سے ہی سودا خریدتے۔ بعض لوگ اعتراض کرتے کہ ہم مسلمانوں سے سودا کسطرح خریدیں مسلمان تو مہنگا سودا دیتے ہیں۔ آپ فرماتے کہ اگر مسلمان مہنگا بھی دیں تو بھی خرید لینا چاہیئے۔ اگر ہمارا روپیہ ہندوؤں کے پاس جاوے گا۔ اُن کی طاقت مضبوط ہوتی جاوے گی۔ اور اُن کا روپیہ اسلام کی مخالفت میں خرچ ہوگا۔ اور مسلمانوں کا روپیہ اسلام کے کاموں میں خرچ نہیں ہوگا۔ تو کم از کم اسلام کی مخالفت میں خرچ تو نہیں ہوگا۔ اسی طرح ترقی کرتے کرتے آجکل چودھری دولت خان کی دوکان نہایت اعلیٰ چل رہی ہے اور اور اُن کو تجارت کا ڈھنگ بھی آگیا ہے۔ اس طرح اور بھی کئی مسلمانوں کی دوکانیں ہیں۔ ہندوؤں کی دکانوں سے بہت کم لوگ سودا خریدتے ہیں۔

وٹرنری ہسپتال کھولنے کی کوشش

پہلے ہمارے علاقے میں کوئی مویشیوں کا ہسپتال نہیں تھا۔ گڑھ شنکر جو ہمارے گاؤں سے بیس میل کے فاصلے پر ہے۔ وہاں ہمیں جانا پڑتا تھا۔ اور اتنی دور بیمار مویشی کو لے کر پہنچ بھی نہیں سکتے تھے۔ آپ ہر وقت درخواستیں بھیجتے رہتے کہ ہمارے علاقے میں لوگوں کو بڑی تکلیف ہے۔ وٹرنری ہسپتال کھولا جاوے۔ اور ہمارے گاؤں میں ہی کھولا جاوے۔ اور زمین ہسپتال کے لئے مفت دینے کا وعدہ فرماتے۔ اور جب کبھی افسروں کو ملتے اُن سے بھی یہی درخواست کرتے کہ ہسپتال کی سخت ضرورت ہے۔ بار بار توجہ دلانے پر بلاچور میں جو ہمارے گاؤں سے پانچ میل کے فاصلہ پر قصبہ ہے۔ ہسپتال کھولا گیا ہے۔ اور اب کاٹھگڑھ میں بھی کھلنے کی افواہ سنی جاتی ہے۔ اُمید ہے کہ کاٹھگڑھ ہسپتال کھلنے کی کوشش پوری ہوجاوے گی

مقدمہ تکیہ شاہ جی میں آپکی کوشش!

آپ ہر ایک کام رفاہ عام کے فائدے کے لئے کرتے تھے۔ گھر کی جائیداد کے بھی بہت سے مقدمات رہتے تھے۔ آپ اُن پر غور نہیں کیا کرتے تھے لیکن جو کام یا مقدمہ اسلام کو نقصان پہنچانے والا ہو یا جس سے رفاہ عام کا فائدہ ہو اُس کو کیا کرتے تھے۔ ہمارے راجپوت بزرگوں نے ایک زمین کا ٹکڑا فقیروں کو دیا ہوا تھا۔ یہ زمین ہمارے گاؤں سے دو میل کے فاصلہ پر تھی۔ اس میں دو چاہات تھے۔ رقبہ باسٹھ گھماؤں تھا چونکہ فقیر بہت عیاش تھے۔ انھوں نے یہ زمین تھوڑی تھوڑی کر کے رہن کردی۔ کل دو ہزار سات سو روپیہ میں یہ زمین رہن کی۔ گاؤں کی مشترکہ شاملات کی آمد کا کچھ روپیہ جمع تھا۔ اس لئے اُس زمین کو لوگوں نے فک کرانا چاہا۔ لیکن پنڈت لکھپت رائے روپیہ لینے سے لیت ولعل کرتے رہے جب پنڈت جی فوت ہوگئے تو آپکے لڑکے پنڈت نانک چند بیرسٹرایٹ لاء کو بھی بار بار روپیہ لینے کے لئے کہا گیا لیکن آپ بھی زمین فک کرنے سے انکار کرتے رہے۔ کیونکہ زمین بہت زیادہ اور روپیہ بہت ہی قلیل تھا۔ اور پشتوں سے زمین کی پیداوار وہ کھا رہے تھے۔ اور اُن کو یہ بھی علم تھا کہ گاؤں کے سیدھے سادے زمیندار ہیں کر ہی کیا سکتے ہیں۔ ہمارے مقابلہ میں ان کی کیا ہستی ہے۔ لیکن باوجود اتنی مصروفیتوں کے اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ آپ کو سکول کی تعلیم کا کام۔ بلڈنگ کی تعمیر کا کام۔ حکمت کا کام جماعت کی تربیت کا کام۔ ضلع کی تبلیغ کا کام۔ باوجود اتنے کاموں کے یہ کام اپنے ذمہ لیا باقی لوگوں کا حوصلہ نہیں تھا کہ ایک بیرسٹر کے مقابلہ میں کھڑے ہوں۔ جو ہر طرح سے قانون کا واقف ہے اور روپیہ والا بھی ہے آپنے اس کام کو ہاتھ میں لے کر تہیہ کرلیا کہ میں اس کو پایہ تکمیل تک پہنچاؤں گا۔ آپنے سارے گاؤں سے مختارنامہ لے لیا اور اچھی طرح مقدمہ کی پیروی شروع کی۔ چونکہ سارے زمینداروں کا کام تھا۔ اطلاع یابیوں میں بڑی دقت پیش آتی۔ بعض نابالغ تھے اُن کے ولی بنانے میں دقت بعض باہر رہتے تھے اُن کی اطلاع یابی میں دقت۔ غرض طرح طرح کی تکلیفیں آپ نے اپنے سر لے لیں۔ چونکہ آپ کو مختارنامہ کی تصدیق اور سب سے دستخط کرانے تھے۔ آپ دن رات لوگوں سے دستخط کرانے میں مشغول رہتے۔ بعض لوگ دستخط کرنے سے یا انگوٹھا لگانے سے انکار کرتے کہ ہمارے ہندوؤں کے ساتھ تعلقات خراب ہو جائینگے۔ لیکن آپ اُن کو سمجھاتے کہ اگر ایسی زمین کی آمدنی کسی اسلامی کام میں صرف ہو تو بہت کچھ ہو سکتا ہے ہندوؤں کے پاس یہ روپیہ جاتا ہے۔ وہ اس کو سود پر چڑھا دیتے ہیں اور مسلمانوں کو ہی وہ روپیہ سودی دے دیتے ہیں۔ بعد میں جائیدادیں نیلام کرا لیتے ہیں۔ اسطرح بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا۔ اسی طرح مشترکہ روپیہ جو بنک میں جمع تھا اُس کے برآمد کرانے میں مشکلات ہوتیں سارے ممبر جمع نہ ہوتے۔ اپنی گرہ سے مقدمہ کی ضرورت کے لئے روپیہ خرچ کرنا پڑتا۔ دو سال تک مقدمہ چلتا رہا آخر فیصلہ یہ ہوا کہ یہ زمین فریقین کے قبضہ میں نہ رہے اور گورنمنٹ پراپرٹی Government Property بنالی جاوے۔

یہ کچھ قانون ہی ایسا تھا۔ لیکن جب پنڈت نانک چند نے دیکھا کہ ہاتھ سے زمین جاتی ہے تو سمجھوتہ کرنے پر رضامند ہوگئے اور نصف یعنی تیس گھماؤں زمین دیدی اور نصف روپیہ لے لیا۔ گویا ہمارے قبضہ میں تیس گھماؤں زمین آگئی۔ اس کام کو سر کرنا آپ کا ہی کام تھا۔ اگر آپ کوشش نہ فرماتے تو اسی طرح پشتوں تک یہ زمین اُن کے قبضہ میں رہتی۔ اب لوگ آپ کو دعائیں دیتے ہیں

زنانہ مسجد کی بنیاد

ہماری مسجد جامعہ میں چونکہ عورتیں بھی نماز جمعہ ادا کرتی ہیں۔ اسلئے جمعہ کے روز جگہ عورتوں اور مردوں کے لئے کافی نہیں ہوتی۔ آپ نے ایک شخص چودھری نعمت اللہ خان صاحب مرحوم (خدا مغفرت کرے) سے کچھ جگہ جو مسجد سے ملحقہ تھی زنانہ مسجد کے لئے لی اور اُن کی زندگی میں بنیاد رکھ دی اور بنیادیں کافی اونچی بنوادیں۔ چونکہ اُس کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ خطرہ تھا کہ اس کی وفات کے بعد اُس کے رشتہ دار جگہ پر قبضہ نہ کرنے دیں۔ اسلئے آپنے اُسوقت بنیادوں کا کام شروع کردیا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد چودھری صاحب موصوف فوت ہوگئے۔ اور اب زنانہ مسجد کا کمرہ بنانے کی تیاریاں ہورہی ہیں اور کچھ کام بھی ہوچکا ہے۔

مسجد کا کنواں

ہماری جامعہ مسجد ایک اونچے ٹیلے پر واقع ہے۔ وہاں پانی لے جانا بہت مشکل ہے۔ نمازیوں کو پانی کی بہت تکلیف رہتی ہے۔ بعض دفعہ ماشکی پانی سے انکار کردیتے ہیں۔ اس ٹیلے کے ساتھ ہی نیچے مسجد کی جگہ پڑی ہے۔ آپنے وہاں کنواں لگوانے کی تجویز کی۔ آپ جس کام کو کرتے تھے آہستہ آہستہ تکمیل تک پہنچاتے تھے۔ لیکن اُسکی بنیاد جس روز ارادہ کرتے تھے اُسی روز رکھ دیا کرتے تھے۔

آپ فرماتے کہ جس کام کی بنیاد رکھی جاوے وہ کبھی نہ کبھی ہو ہی جاتا ہے۔ چونکہ ہمارے ہاں پانی بہت دور ہے اور علاقہ خشک ہے اس لئے ایک ہزار روپیہ کنوئیں پر خرچ آتا ہے آپنے سوچا سب سے بڑا کام اینٹوں کا ہے۔ آپ نے کنوئیں کی ضرورت کے مطابق اینٹیں منگوالیں۔ ٹھیکیدار کو کچھ روپیہ نقد چندہ جمع کر کے دے دیا۔ اور کچھ ادھار کرلیا۔ لیکن آپ کی عمر نے وفا نہ کی۔ وہ اینٹیں پڑی ہیں جب بھی لوگ نماز پڑھ کر باہر نکلتے اُن کے دل میں تحریک پیدا ہوتی کہ یہ اینٹیں ضائع نہ چلی جائیں۔ اس کام کو ضرور شروع کرنا چاہیئے۔ چنانچہ آجکل کنوئیں کا کام شروع ہے۔ اُمید ہے کہ چند روز تک ختم ہو جائیگا۔ اگر آپ اینٹیں پہلے نہ منگواتے۔ کنوئیں کی تحریک لوگوں کے دلوں میں کم پیدا ہوتی۔ کیونکہ ہمارے علاقہ میں عام طور پر پہلے لوگ کنوئیں کا پاٹ کھدا کرتے ہیں۔ لیکن آپنے پہلا کام اینٹیں منگوانے کا کیا۔ تاکہ پانچوں وقت آنے والے نمازیوں کی توجہ اس طرف مبذول ہو جائے۔

آپنے مسجد کی ضرورت کے لئے مسجد کا سامان رکھنے اور دیگر ضرورتوں کے لئے دو کمروں کی اور بنیاد رکھی ہوئی ہے۔ اُمید ہے وہ کمرے بھی بن جائینگے۔

بدرسوم کو مٹانے کی کوشش

آپ بدرسوم کو مٹانے میں ہر وقت کوشاں رہتے تھے۔ اور کوئی کام رسمی طور پر نہیں کیا کرتے تھے۔ میری اور میرے چھوٹے بھائی عبد المومن کی شادی پر گرد و نواح کے احمدیوں کو آپنے دعوت ولیمہ پر مدعو کیا۔ جانے کیوقت اُنھوں نے آپ کو نیوتہ دینا چاہا۔ آپنے فرمایا میں نے آپ کو اس لئے تو نہیں بلایا تھا کہ ہمارے ہاں آکر قیمتاً کھانا کھاؤ۔ میں تو ایسی رسوم کو توڑنا چاہتا ہوں۔ اُنھوں نے کہا کہ تو آئندہ آپ کے اور ہمارے تعلقات قائم نہیں رہیں گے۔ ہم آپ کو کس طرح بُلائینگے۔ آپنے جواب دیا کہ مینے آپ کو آپسے کچھ لینے کے لئے نہیں بلایا۔ آپ بھی مجھ کو کچھ لینے کی غرض سے نہ بلائیں۔ اگر میں آپ کی کسی دعوت میں بغیر کسی معقول عذر کے نہ آؤں تو مجھے آپ الزام دیں۔ آپنے کسی سے نیوتہ نہیں لیا اور نہ کوئی کام رسمی طور پر کیا۔

ملکانوں میں آپکا کام

جن دنوں آگرہ متھرا کے علاقے میں آریہ ملکانوں کو شدھ کرنے کی کوشش کر رہے تھے آپکو حضرت صاحب کی طرف سے خط گیا کہ فوراً قادیان پہنچو۔ چنانچہ آپ اُسی وقت گھر سے چل پڑے حضور کے حکم پر تمام کام چھوڑ کر آپ ملکانوں میں چلے گئے۔ اور پانچ ماہ تک وہاں رہے۔ چونکہ آپکو ہندو مذہب سے کافی واقفیت تھی۔ اور ہندی اور سنسکرت بھی جانتے تھے۔ اسلئے کوئی آریہ آپ کے مقابلہ پر نہ ٹھیرتا۔ آپ اکثر مباحثے کرتے۔ ملکانے آپکو بُلا کرلے جاتے۔ جب آریہ پنڈت کو آپ کے سامنے کچھ جواب نہ آتا تو وہ بہت خوش ہوتے اور آئندہ آریوں کو اپنے گاؤں میں نہ آنے دیتے۔ آپ وہاں بھی ملکانوں کے بچوں کو پڑھاتے رہے۔ ملکانوں کو آپ کے ساتھ بہت محبت ہو گئی تھی۔ آپکے ضلع بھائی ضلع متھرا میں رہتے تھے۔ وہاں کے لوگ کہا کرتے تھے کہ ہمارے مولوی سے تمام پنڈت ڈرتے ہیں۔ کیونکہ ہمارا مولوی ان کو شکست دے دیتا ہے۔ آپ پانچ ماہ کے بعد حضور کے حکم کے مطابق واپس آگئے۔

غریبوں کو عمدہ کھانا کھلانا

آپ اکثر غریبوں کو عمدہ کھانا کھلایا کرتے تھے۔ اور وقتاً فوقتاً عمدہ کھانا پکا کر غریبوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک جاٹ زمیندار جو احمدی تھا ہمارے ہاں جمعہ پڑھنے کے لئے آیا۔ اور بارہ بجے کے قریب سکول میں آگیا۔ اُسوقت وہ اپنے گاؤں میں اکیلا ہی احمدی تھا۔ اور غریب تھا۔ دھوپ میں گھبرایا ہوا آیا۔ اُس کے پاؤں پر مٹی دھول پڑی ہوئی تھی اور لباس بہت سادہ تھا۔ آپ نے جھٹ اُس کے لئے عمدہ سا بستر (جو خاص مہمانوں کے لئے تیار رکھا ہوا تھا) بچھا دیا۔ اس کو شربت پلایا۔ اور اُس کے لئے عمدہ سے عمدہ کھانے پکوائے۔ میں نے کہا کہ اباجی آپنے یہ کیا کیا آپ کا ایک دری بچھا دینا کافی تھا۔ دیکھیے تو اس کے پاؤں پر کس قدر مٹی اور دھول پڑی ہوئی ہے۔ اس نے تو یہ عمدہ اور نفیس بستر ابھی خراب کر دیا۔ آپ نے فرمایا کبھی غریبوں کو بھی عمدہ بستر پر سُلانا چاہیئے اس سے زیادہ ثواب ہوتا ہے امیر لوگ تو ہر روز عمدہ کھانا کھاتے ہیں۔ اور عمدہ بستروں پر سوتے ہیں اُن کے نزدیک ان بستروں اور کھانوں کی کیا قدر ہے دوسرے یہ اکیلے ہی اپنے گاؤں میں احمدی ہیں۔ تمام گاؤں کے لوگ نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ہم بھی اگر ان کی خاطر و مدارات اور عزت نہیں کریں گے تو ان کے دل پر کیا اثر ہوگا۔ غرض آپنے دو تین قسم کا عمدہ کھانا تیار کرا کر اُسے کھلایا۔ اور ہر ممکن طریق سے آرام پہنچایا۔

آپ گرمیوں کے دنوں میں جب کبھی ہوشیارپور اور جالندھر جاتے تو برف کافی لاتے اور وہ یتیموں اور غریبوں میں تھوڑی تھوڑی تقسیم کر دیتے۔

آپکے پاس بہت غریب اور یتیم امداد کے لئے آتے۔ آپ اُنکے گذارہ کے لئے کوئی نہ کوئی صورت بتا دیتے۔ اور کچھ نہ کچھ اپنی گرہ سے بھی دے دیتے۔ یتیم اور غریب بچوں کو کپڑے بنوا دیتے۔ اور سکول میں پڑھتے تو ان کو کتابیں وغیرہ بھی خرید دیتے۔ غرض ہر ممکن طریق سے مدد کرتے۔

مطبوعہ فارموں پر کام

آپ نے ہر ایک صیغہ کے فارم چھپوائے ہوتے تھے۔ اور اُن پر ہی خط و کتابت کیا کرتے تھے۔ مثلاً "از دفتر امیر جماعت احمدیہ کاٹھگڑھ ضلع ہوشیارپور" کے عنوان سے فارم چھپوائے ہوئے تھے اور جب کبھی قادیان کو بحیثیت امیر جماعت کے خط لکھتے تو ان فارموں پر لکھتے۔ اور اسی طرح از دفتر تعلیم الاسلام مڈل سکول کاٹھگڑھ۔ اور از دفتر انجمن دینیہ کاٹھگڑھ۔ جب کسی افسر کو عام لوگوں کے مفاد کے لئے توجہ دلاتے۔ تو ان فارموں پر لکھتے اپنی جماعت کے مقامی چندوں کی رسید بکیں بھی چھپوائی ہوئی تھیں۔ گویا ہر کام باقاعدگی سے کرتے تھے۔

آپکی وفات

چونکہ آپ روپڑ کے مولویوں کیساتھ خط و کتابت تھی آپ روپڑ سے ہی آئے تھے کہ صبح گھوڑی کو پانی پلانے جوہڑ میں گئے جب آپ واپس آئے تو گھوڑی ایک کھیت کی طرف آپکو کھینچ کرلے گئی۔ کھیت میں ہری ہری گھاس تھی۔ آپ کی جوتی کا ایک پاؤں نکل گیا۔ اور آپکے پاؤں میں کانٹا لگا نکالنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن نہ نکل سکا۔ کئی روز تک آپ پر پلسٹس وغیرہ باندھی۔ ایک جراح کا علاج کراتے رہے۔ لیکن زخم بڑھتا گیا۔ اور پاؤں سوج گیا۔ آپ پھر بھی آہستہ آہستہ سکول میں آجاتے اور نگرانی کرتے

ایک دن میاں عطاء اللہ صاحب بلیڈر نواشہر اور حاجی غلام احمد صاحب ساکن کریام آپ کو ملنے کے لیے آئے۔ اور آپ ملنے کے لیے سکول تک آہستہ آہستہ گئے۔ اُس روز سے آپ زیادہ کمزور ہو گئے۔ واپس گھر نہ جا سکے۔ پاؤں کے اندر مواد جمع ہو گیا۔ اور کانٹا جو دس روز کا لگا ہوا تھا۔ اس کا زہر سارے جسم میں سرایت کر گیا۔ اور بخار بھی ہونے لگا۔ وفات سے چار دن پہلے ڈاکٹر نے اپریشن کیا اور کانٹا نکال دیا لیکن کمزوری بہت بڑھی ہوئی تھی۔ کئی روز سے اجابت بھی نہ ہوئی تھی۔ انیمہ بھی کئی دفعہ کیا گیا مگر کوئی اجابت نہ ہوئی۔ آپ نے مجھے اپنی علالت کا خط لکھا۔ میں اُسوقت لاہور دفتر مردم شماری میں ملازم تھا۔ میں اور چودھری عبد الحی خان صاحب سب پوسٹ ماسٹر دونوں ۱۸ر اکتوبر کو پہنچ گئے۔ آپ بیحد کمزور تھے اور اسی رات آپ کی حالت زیادہ خراب ہو گئی اور اسی حالت میں آپنے فرمایا "ابھی تک موٹر نہیں آئی۔ موٹر والا کہاں ہے؟" آپ آخر وقت تک ہوش میں رہے ایک منٹ کے لئے بھی بے ہوشی آپ پر طاری نہ ہوئی۔ جسوقت آپ فوت ہونے کو تھے تو آپ کچھ بات کرنا چاہتے تھے۔ لیکن اچھی طرح سمجھ میں نہ آتی تھی۔ آپ نے یہ معلوم کر کے کہ میری بات کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ کاغذ اور قلم دوات منگایا۔ آپنے کچھ لکھا بھی مگر پڑھا نہ گیا۔ وفات کے وقت میں اور میری والدہ صاحبہ تھیں۔ آپ باتیں کرتے کرتے چپ ہو گئے۔ نزع کی حالت آپ پر طاری نہ ہوئی کہ اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

قادیان لانے کا کسی کو خیال بھی نہیں تھا۔ جب کفن دفن کی تیاری ہونے لگی تو چودھری عبد الحی خان صاحب نے فرمایا کہ نعش کو قادیان لے جانا چاہیئے۔ چنانچہ بلاچور کو آدمی بھیجا گیا۔ اور لاری لائی گئی۔ گاؤں کے غیر احمدیوں نے اپنے علیحدہ مولوی کے پیچھے نماز جنازہ پڑھا۔

آپ شام کے پانچ بجے فوت ہوئے تھے۔ رات کے دو بجے قادیان کو چل پڑے۔ راستہ میں موٹر خراب ہو گئی اس کے درست کرتے کرتے صبح ہو گئی۔ حتیٰ کہ شام کو مغرب کے وقت قادیان پہنچے۔ حضرت صاحب کو نواشہر سے تار دیدی تھی۔ آپ کی طبیعت اس روز علیل تھی۔ آپنے فرمایا صبح جنازہ پڑھائیں گا۔ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کو بھیجا کہ وہ نعش کا معائنہ کریں کہ وہ صبح تک رہ سکتی ہے یا نہیں؟ آپنے معائنہ کر کے رپورٹ کی کہ حضور نعش کا کچھ نہیں بگڑا صبح تک رہ سکتی ہے۔ وفات کے تیسرے دن حضرت صاحب نے ۹ بجے صبح جنازہ پڑھا۔ قادیان کے لوگوں نے چہرہ دیکھا۔ چہرہ بشاش تھا اور کسی قسم کی بدبو وغیرہ نہ آتی تھی۔ آپ کو مقبرہ بہشتی میں دفن کیا گیا۔

آپنے اٹھارہ دن بیمار رہ کر ۱۹ر اکتوبر ۱۹۳۱ء کو وفات پائی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

پسماندگان

ہم پانچ بھائی اور ایک ہمشیرہ ہے ہمشیرہ قادیان ہی میں چھٹی جماعت میں

میں پڑھتی ہے۔ ایک بھائی عبدالرحمٰن انٹرنس پاس ہے اور اس سال مولوی فاضل کا امتحان دینے والا ہے اور مجھ سے چھوٹا عبدالمومن انٹرنس پاس پٹوار سکول میں داخل ہے۔ اور میں ایف۔ اے پاس ہوں۔ اور دو چھوٹے پرائمری میں پڑھتے ہیں۔

بستر علالت پر ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کو خط

آپ چونکہ ضلع ہوشیارپور کے نائب مہتمم تبلیغ تھے۔ آپ نے ناظر صاحب کو بیماری کی حالت میں خط لکھا کہ "میرے پاؤں میں کانٹا لگا ہوا ہے چل پھر نہیں سکتا۔ مجھے تین ماہ کی رخصت عطا فرمائی جاوے آپ کا نہایت ہی مشکور ہوں گا"۔

چونکہ مجھے ان کی صحبت میں رہنے کا کم موقع ملا ہے۔ کچھ نابالغی کی حالت اور باہر تعلیم بھی حاصل کرتا رہا ہوں۔ واقعات تو ان کی زندگی کے بہت ہیں۔ مجھے اسوقت یاد نہیں۔ جو کچھ میری بلوغت کی حالت میں گذرا ہدیہ ناظرین کر دئے۔

والسلام

خاکسار:- عبدالرحیم خان کاکڑ گڑھی

دارالفضل قادیان دارالامان

میں کیوں احمدی ہوا

احمدیت قبول کرنیکی سرگذشت

(از قلم عبدالعزیز صاحب احمدی پنشنر)

غالباً ۱۸۷۷ء کا واقعہ ہے کہ میں مظفر گڑھ شہر میں جماعت چہارم پرائمری میں پڑھتا تھا۔ میرا مکرم و محترم بھائی منشی عبدالکریم قاضی غلام مرتضٰے خانصاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر محکمہ بندوبست کی پیشی میں محرر جوڈیشل تھا۔ مولوی جلال الدین صاحب ساکن گوجرانوالہ مظفر گڑھ کی ابتدائی بندوبست کی تاریخ نویس تھے شیخ کریم بخش صاحب منصرم بندوبست اور میر محفوظ حسین صاحب حافظ دفتر تھے۔ چونکہ یہ چاروں اصحاب مذہبًا ایک اور ایک ہی مشرب کے تھے۔ لہذا ہر روز شام کے بعد مولوی جلال الدین صاحب کے مکان (ہمارا مکان جس میں مشترک تھا) میں جمع ہو جاتے۔ اور دن بھر میں جس قدر حصہ تاریخ اقوام ضلع مظفر گڑھ کا آپ تصنیف فرما کر لکھ لیتے۔ وہ ان کو سنا دیا کرتے۔ اسی اثناء میں براہین احمدیہ کا پہلا اشتہار اہتمام اشاعت کا اتفاقاً ان کے پاس پہنچ گیا۔ کہ صداقت اسلام و صداقت نبوت حضرت محمد خیر الانام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ڈیڑھ ہزار جزو کی کتاب لکھی گئی ہے۔ جو شخص پانچواں حصہ دلائل حقہ کو توڑ دے گا اسے دس ہزار روپیہ کی جائداد دی جاوے گی۔ اور جو شخص اشاعت کتاب میں پیشگی معاونت کرے گا اس کو کتاب پانچ روپیہ میں ملے گی۔ ان کے ساتھ شیخ غلام علی صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ بندوبست بھی شامل ہو گئے۔ اور ان پانچوں اصحاب نے کتاب کی قیمت پیشگی بذریعہ بیمہ رجسٹری قادیان روانہ کر دی۔ ان دنوں منی آرڈر کا رواج نہ تھا کچھ عرصہ بعد حضرت صاحب کا خط آیا کہ کتاب مذکور کا حجم بہت بڑھ گیا ہے۔ اگر کچھ اور امداد بطور عطیہ ترسیل کر دیجائے۔ تو ثواب میں خوب ہو گی۔ چنانچہ فی کس دو دو روپیہ اور روانہ کئے گئے

حضرت صاحب کے خاص اہتمام میں جو پہلا ایڈیشن براہین احمدیہ کا چھپا ہے۔ اور اس کے ساتھ جو اعلان شائع ہوا ہے۔ اس میں بذمرہ معاونین ان پانچوں اصحاب کے نام صفحہ کے آخر میں درج ہیں۔ قاضی غلام مرتضٰی خان صاحب۔ اور مولوی جلال الدین صاحب تو اصحاب صفہ میں شامل ہیں مگر خادم کا بھائی حضرت صاحب کے اعلان بیعت سے پیشتر قصبہ ہوگا ضلع فیروزپور میں فوت ہو چکا تھا۔ (اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو)

میری عمر اسوقت ۱۲-۱۳ سال کی ہو گی میں التزاماً نماز کا پابند نہ تھا۔ مگر پڑھا ضرور کرتا تھا۔ اور بوجہ دینی شغف ہونے کے ان چاروں اصحاب کی شام کی گفتگو کچھ نہ کچھ سنا کرتا تھا ؎

غنیمت جان مل کر بیٹھنے کو

جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے

بندوبست قریب الاختتام ہو گیا۔ میں اپنے وطن کو چلا آیا۔ اور پسرور کے مڈل سکول میں جماعت پنجم پرائمری میں داخل ہو کر پڑھنے لگا۔ خادم کا بھائی منشی عبدالکریم تبدیل ہو کر ضلع ہوشیارپور کے بندوبست میں متعین ہوا۔ باقی اصحاب کا کچھ پتہ نہیں کہ وہ کہاں تبدیل ہو کر چلے گئے۔

۱۸۸۵ء میں مڈل سکول کا امتحان پاس کر کے امرتسر کے گورنمنٹ ہائی سکول میں داخل ہو گیا۔ ۱۸۸۶ء کے سرما کا غالباً واقعہ ہے کہ مولوی جلال الدین صاحب ممدوح جو اسوقت نابینا ہو گئے تھے امرتسر تشریف لائے۔ مجھے اتفاقاً اللہ تعالیٰ نے جو خبر دی تو میں اُن کے ملنے کے لئے گیا۔ علاوہ ازیں آپ کے صاحبزادہ کے ساتھ مجھے بڑی محبت تھی۔ ہم مظفر گڑھ میں اکٹھے ہی رہتے تھے۔ بعد ملاقات میں نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ کیسے یہاں بحالت معذوری تشریف لائے ہیں۔ تو فرمایا کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے ہمراہ یہاں آیا ہوں۔ یہ دوسری آواز تھی جو میرے کان میں پڑی۔

مارچ ۱۸۸۷ء کے آخر میں امتحان میٹریکولیشن (انٹرنس) سے فارغ ہو کر فیروزپور اپنے بڑے بھائی کے پاس چلا گیا۔ جو بوجہ اختتام بندوبست ضلع ہوشیارپور سے تبدیل ہو کر آ گیا تھا۔ میں دو مہینے پشتو پڑھتا رہا۔ بعد امتحان پشتو میں یکم جولائی ۱۸۸۷ء کو رسالہ ۱۷ بنگال کیولری متعینہ چھاؤنی فیروزپور میں بعہدہ انگلش سکول ماسٹر ملازم ہو گیا۔ میرے اسسٹنٹ منشی خیرالدین صاحب جو ریاست مالیرکوٹلہ کے ایک معزز جاگیردار خاندان سے تھے۔ مقرر ہوئے۔ آپ کو فارسی زبان کا اچھا ملکہ تھا۔ اور آپ احمدی تھے۔ آپ کو حضرت صاحب کی کتابوں کا بڑا شوق تھا۔ چنانچہ جو بھی کتاب وہ منگواتے مجھے مطالعہ کے لئے دے دیتے۔ میں اس کو خوب ٹھنڈے دل اور غور سے پڑھتا۔ اور جو بات میرے فہم اور عقل سے بالاتر ہوتی۔ اُسے میں ہمیشہ حوالہ بخدا کر دیا اور کبھی دل میں نہ کسی قسم کا شک پیدا ہوا۔ اور نہ ہی اعتراض اور نکتہ چینی اور عیب جوئی کا خیال آیا۔

قصہ مختصر یہ کہ ۱۶ر اکتوبر ۱۸۹۱ء کو ہمارا رسالہ چھاؤنی فیروزپور سے تبدیل ہو کر چھاؤنی لورالائی ملک بلوچستان کو چلا گیا۔ چونکہ رسالہ سڑک سوار پیدل جا رہا تھا۔ ہم لوگ ماہ دسمبر میں براستہ منٹگمری۔ ملتان ڈیرہ غازی خان وغیرہ میدانی اور پہاڑی علاقہ عبور کرتے ہوئے لورالائی پہونچے۔

یہاں رسالہ دو سال رہا۔ یہیں مجھے صوفیاء کرام کی کتابوں اور مثنوی شریف پڑھنے کا اشتیاق ہوا حضرت صاحب کی کتاب ازالہ اوہام بھی چھپ کر پہونچ گئی۔ ہمنے بعد مطالعہ اور مکمل پڑھنے کے یہ کتاب ایک شخص بنام میر احمد شاہ دفعدار کو دی۔ اُس نے خدا جانے اُسے پورا پڑھا یا نہ پڑھا۔ مگر اُس نے حضرت صاحب کے الہام انا انزلناہ قریبًا من القادیان کے متعلق سخت نکتہ چینی کی۔ اور نا سزا اور سخت الفاظ بھی استعمال کئے

چھاؤنی لورالائی سے تبدیل ہو کر اسی طرح پیدل چلتے ہوئے فروری ۱۸۹۴ء کو علاقہ منٹگمری سے لگاتار بارشوں میں بھیگتے ہوئے چھاؤنی انبالہ پہونچے۔ اس چھاؤنی میں چار سال ہمارا قیام رہا۔ اور اس تمام عرصہ تک بابو محمد صاحب لدھیانوی جو محکمہ انہار میں ہیڈ کلرک تھے اور حضرت صاحب کے ماننے والے تھے سے بڑا میل جول رہا۔ اس میں کچھ بھی شبہ نہیں۔ گو میری صحبت زیادہ تر احمدی احباب سے تھی۔ مگر طبیعت کا میلان فقراء کی طرف تھا۔ چنانچہ میں اور منشی خیرالدین دو تین دفعہ سائیں توکل شاہ نقشبندی انبالہ شہر کی خدمت میں بھی گئے۔ آپ اس علاقہ میں بہت مشہور و معروف اور صاحب طریقت بزرگ تھے آپ کے حالات میں آپکے ایک مرید نے کتاب "تحفہ توکلیہ" تصنیف کی ہوئی ہے۔

(باقی آئندہ)